مُسلسل اِشاعت کے ۵۳ سال

عقیدۂ حیات و نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۸ جلد: ۱۹ | شعبان المعظم ۱۴۳۶ جون 2015

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

یمن میں جنگ کیا رُخ اختیار کرے گی!

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری

صورتِ اسلام اور حقیقتِ اسلام کا فرق

فتنہ غامدیت اور فتنہ قادیانیت

چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس پٹنہ

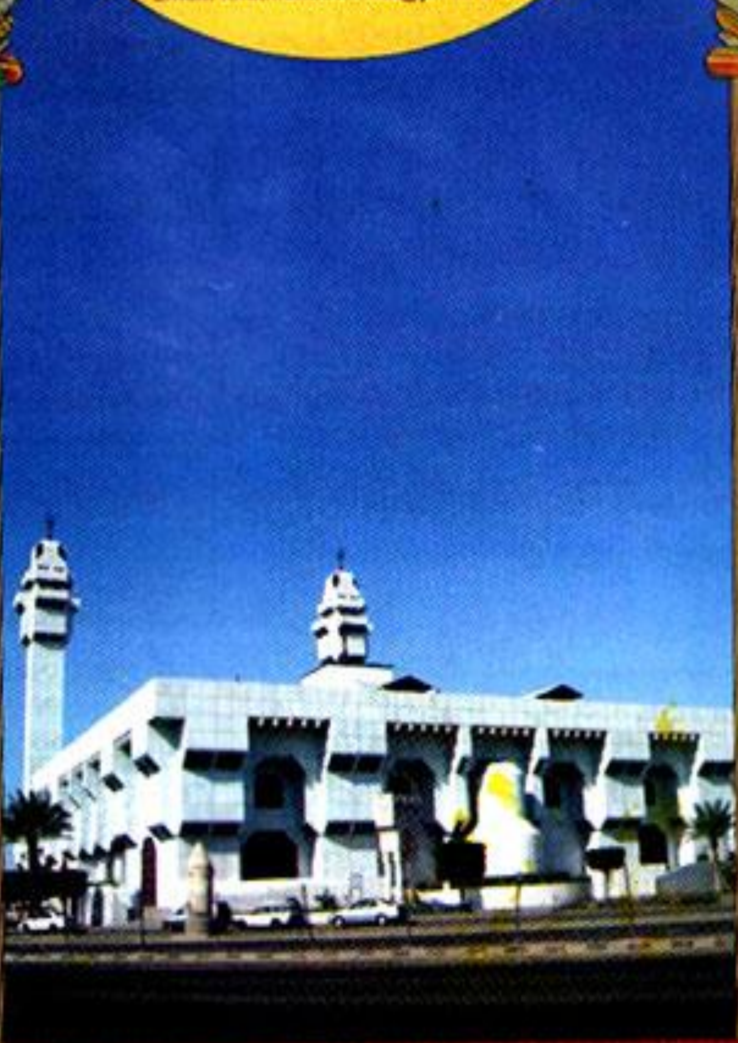

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۸ ○ جلد: ۱۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ محمد مبشر محمود
مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکمیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

یمن میں لگی آگ کیا رخ اختیار کرے گی؟	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

صورت اسلام اور حقیقت اسلام کا فرق	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	6
فن قرأت وتجوید.....عصر حاضر میں اہمیت وضرورت (قسط نمبر:1)	مولانا قاری محمد یٰسین	11
عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری	حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر	18
درس ختم نبوت.....مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	مولانا غلام رسول دین پوری	22
فتنہ غامدیت اور فتنہ قادیانیت (قسط نمبر:1)	مولانا عبداللہ معتصم	30

شخصیات

حضرت مولانا قاری خلیل احمد رحمہ اللہ	مولانا اللہ وسایا	36

ردقادیانیت

عقیدہ حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام	مولانا عبدالقیوم عاصم	39
مرزا قادیانی کا علم تاریخ	مولانا عبداللہ معتصم	44
احتساب قادیانیت جلد ۶۰ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	47
چوتھی سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی	خالد مسعود ایڈووکیٹ	52

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا عبداللہ معتصم	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

یمن میں لگی آگ کیا رخ اختیار کرے گی؟

آج ۱۵ ؍اپریل ۲۰۱۵ء ہے۔ یمن میں پچھلے کئی ہفتوں سے صورتحال تشویشناک ہے۔ یمن میں ایک آئینی حکومت کے خلاف سابق صدر عبداللہ صالح اور اس کے حامی باغی قبائل نے بغاوت کی بھٹی دہکائی ہوئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں یمن کی وہ سرحدی پٹی جو سعودی عرب کی سرحد سے ملتی ہے، اس کے قریب رہنے والے حوثی قبائل خم ٹھونک کر میدان بغاوت میں اتر آئے ہیں۔ ائیر پورٹ، صدارتی محل، اسلحہ ڈپو، بعض فوجی چھاونیوں پر قبضہ کرنے کے لئے ایسی یورش اٹھائی کہ الامان۔ کچھ سمجھ نہ آتا تھا کہ یکدم یہ کیا ہوگیا ہے۔ سعودی عرب کا موقف یہ معلوم ہوا کہ سالہا سال سے ایران ان باغی قبائل کو اسلحہ کے جہازوں کے جہاز بھر کر بھجوا رہا تھا۔ انہیں ٹریننگ دی جارہی تھی۔ یمن تو بہانہ تھا اصل منصوبہ سعودی عرب کو اس سرحد پر اتنا مشکلات میں گھیرنا تھا کہ وہ بکھر کر رہ جائے۔ جب ہوا کا رخ بدلے۔ گرد بیٹھے تو پوری مشرق وسطیٰ کے چیئرمین اور تھانیداری کا تاج ایران کے سر پر سجا ہوا نظر آئے۔ سارک ممالک میں تھانیداری انڈیا کی اور خلیجی ممالک اور مشرق وسطیٰ میں ایران کی۔ باقی رہے نام اللہ کا۔

یہ منصوبہ اتنے عرصہ سے زیر زمین چلا رہا تھا کہ تاڑنے والے پیش خبریاں کر رہے تھے کہ جب یہ چنگاری آتش فشاں پہاڑ کی طرح لاوہ اگلے گی تو اس آگ کے سامنے سارے نقشے بھسم ہوجائیں گے۔ نیا نقشہ وجود میں آئے گا۔ اس کا رنگ ہی اور ہوگا۔ کہا گیا کہ ایران کے ساتھ امریکہ اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے حالیہ جوہری معاہدے اور پھر ایران پر عائد شدہ پابندیاں اٹھانے کا مژدۂ جانفزا یہ سب کچھ یوں ہی نہیں بلکہ اپنے پیچھے وہ خوفناک خنجر لئے ہوئے کہ اس سے کئی ڈھیر ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب اور مصر سمیت تمام خلیجی ممالک سب سر جوڑ کر بیٹھے اور اس سمجھوتہ پر اپنے خدشات اور تحفظات کا برملا اظہار کیا۔

اور فوری طور پر ایران کے علاوہ تمام مشرق وسطیٰ کے ممالک نے اتحادی فوج قائم کر کے یمن کی آئینی حکومت کی درخواست پر اس کی مدد کا فیصلہ کیا کہ حوثیوں کی بغاوت کو یہیں دفن کر دیا جائے۔ تاکہ اس کے زہریلے بد اثرات آگے نہ پھیل سکیں۔ اب عرب اتحادی افواج نے فضائی چڑھائی کا آغاز کیا تو ایران اسے ٹھنڈے پیٹوں کیسے ہضم کر سکتا تھا۔ ان باغیوں کی غیر اخلاقی وغیر قانونی مدد کا وہ جواز تو کسی فورم پر پیش نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اپنی بے قراری وہ چھپا بھی نہ سکا۔ ادھر صورتحال یہ ہے کہ سعودی عرب نے پاکستان حکومت سے مدد چاہی۔ سعودی عرب جس سے ہمارے دین اور ایمان کا جذباتی انمٹ تعلق ہے۔ جس نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کی مدد کو اپنے پر لازم کیا ہوا ہے۔ اس آزمائش میں پاکستانی حکومت نے مدد دینے کے لئے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ملک ملک کر وعدے کئے۔

اپوزیشن نے اس معاملہ کو قومی اسمبلی میں پیش کرنے کا کہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام جماعتوں کے لئے قابل قبول متفقہ قرار داد لانے کے لئے وہ قلابازی کی گئی کہ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ خلیجی ممالک اور سعودی عرب اس بے مروتی پر شکوہ وشکایت کے درپے ہوئے۔ دھمکیاں بھی ملیں۔ نتیجہ میں ہمارے وزیراعظم صاحب کو پالیسی بیان دینا پڑا جو ”من چہ مے سرایم وطنبورہ من چہ مے سراید“ کا بہترین مصداق ہے۔

ادھر پاکستان کے دونوں فرقوں کے فرقہ پرست حضرات نے وہی اپنی پرانی ڈگر پر سرپٹ دوڑنا شروع کردیا۔ سعودی عرب اور ایران کی اس آویزش کو شیعہ سنی تنازعہ قرار دینے کے درپے ہوئے۔ لگتا ہے ان دونوں فرقوں کے فرقہ پرست لوگوں کے دلوں اور دماغوں پر مہر لگ چکی ہے۔ وہ نہ موجودہ حالات کو سوچتے ہیں نہ دیکھتے ہیں کہ کیوں خوف خدا سے عاری ہوکر ایران وسعودیہ سے ٹکڑے حاصل کرنے کے لئے کشکول گدائی لے کر بین الاقوامی منگتوں کا کردار ادا کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے۔ حرمین شریفین کی عزت وناموس پر حرف آنے کو کوئی گنہگار سے گنہگار مسلمان قبول کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ شیعہ سنی تنازعہ ہے؟ ہرگز نہیں۔ دونوں طرف کے فرقہ پرست اس تنازعہ کو مذہبی رنگ دینا چاہتے ہیں جو کسی بھی اخلاقی قدر پر فٹ نہیں آتا۔

حوثی قبائل تمام تر زیدی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے تمام عقائد واعمال سنی حضرات والے ہیں۔ صرف سیدنا علی المرتضیٰؓ کی افضلیت کے قائل ہیں۔ انہیں ایران کے شیعہ خود شیعہ نہیں مانتے۔ ہم ہیں کہ انہیں خوامخواہ یہ رنگ دینے کے درپے ہوگئے ہیں۔ یہاں پر ایک سوال رہ جاتا ہے۔ اگر وہ شیعہ نہیں تو ایران ان کی مدد کیوں کر رہا ہے؟

جناب عالی! ایران نے تو افغانستان کے طالبان کی بھی مدد کی تھی۔ افغانستان کے تارکین وطن کو اب بھی اپنے ملک میں پناہ دے رکھی ہے۔ یہ سیاسی ایشو ہیں۔ پاکستانی ہونے کے ناطے ہمیں ان پر مذہب کی اپنی پسند کی رنگ آمیزی نہیں کرنی چاہئے۔ آج کے اخبارات میں ہے: ”اسلامی کونسل نے حوثی باغیوں کو ہتھیاروں کی فراہمی پر پابندی عائد کردی ہے۔ باغیوں کو فوری لڑائی بند کر کے مقبوضہ علاقوں سے نکل جانے کا سلامتی کونسل کی قرارداد میں مطالبہ کیا ہے۔ حوثی باغیوں کے سربراہ سابق صدر عبداللہ صالح کے بیٹے پر سفری اور معاشی پابندیاں لگادی ہیں۔ قرارداد میں ایران سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ قرارداد کی پاسداری کرے۔“ (جنگ ملتان ص۱، مورخہ ۱۵؍اپریل ۲۰۱۵ء)

ہماری پاکستانی حکومت نے بہت ہی اچھا فیصلہ کیا کہ واضح طور پر ایران کی اس دعوت کو مسترد کردیا۔ جس میں وہ سعودی عرب کے خلاف ہمیں اتحادی بنانا چاہتا ہے۔ سعودی عرب سے ہمارا دل وجان اور روح وایمان کا رشتہ ہے کہ وہ ہمارے ملک کا سب سے بڑا خیرخواہ اور مددگار ہے۔ اس کا آڑے وقت میں ساتھ دینا ہمارے پر لازم ہے۔ یہ کوئی فرقہ واریت کا مسئلہ نہیں۔ سعودی عرب اور ایران کے خیرخواہ شیعہ وسنی ان دونوں ملکوں پر اور خود اپنے آپ پر رحم کریں۔ اسے اس تناظر میں لے جا کر خود اپنے ملک میں ایک بجھی آگ کے الاؤ کو دوبارہ جلا نہ دیں۔ یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ایران کے سرکردہ ایک شیعہ عالم دین نے کہا کہ: ”یمن کے حوثی باغیوں کا حکومت وقت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر جہاد واجب ہوگیا ہے۔ معروف عربی اخبار الرّائے کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں علامہ سید محمد الحسینی کا کہنا تھا کہ عالم اسلام اور عرب دنیا میں فساد فی الارض کے مرتکب عناصر کے خلاف جنگ فرض

ہے اور یہ عالم اسلام کا اجتماعی قومی فریضہ ہے۔ خلیجی ممالک کا یمن میں حوثیوں کے خلاف جنگ میں اتحاد وقت کی اہم ضرورت تھی۔ عالم اسلام اور عرب دنیا کی طرف سے حوثیوں کی بغاوت کے خلاف سخت ردعمل فطری بات ہے۔‘‘

(روزنامہ جنگ ملتان، مورخہ ۱۲؍اپریل ۲۰۱۵ء، آن لائن اخبار العربیہ)

حوثی باغی ہیں ان کی بغاوت کو ایسے عبرتناک طریقہ پر ختم کیا جائے کہ آئندہ کسی کو آئینی حکومت کو چیلنج کرنے کی جرأت نہ ہوسکے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کا یہ طریق کار بالکل سمجھ نہ آنے والا مسئلہ ہے کہ وہ تمام ہمسایہ ممالک کی رائے کے خلاف باغیوں کی درپردہ مدد کرنے پر تلا ہوا ہے۔ یہ کسی طرح بھی کسی اخلاقی زاویہ پر پورا نہیں اترتا۔ دنیا بھر کا ہر امن پسند شریف آدمی اس رویہ پر کبھی صاد نہیں کرسکتا۔

اللہ رب العزت خیر کا معاملہ فرمائیں۔ دجالی قوتیں جو ان تنازعات کی آڑ میں حرمین شریفین کی طرف مکارانہ چالوں کو آگے بڑھانے کے درپے ہیں، اللہ رب العزت ان کو خائب وخاسر کرے۔ ہماری حکومت اپنے ملک کے عوام کے جذبات کے مطابق جرأت مندانہ اقدام کر کے اپنے مسلم بھائیوں کی حق وسچ کی بنیادوں پر علی الاعلان مدد کرے۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم نہ گھر کے رہیں نہ گھاٹ کے۔

ماہنامہ لولاک کا ’’حضرت حکیم العصر‘‘ نمبر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور جامعہ باب العلوم کے شیخ الحدیث حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی یاد میں ماہنامہ ’’لولاک‘‘ ملتان نے ایک یادگار نمبر شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ قارئین لولاک، جماعتی رفقاء اور حضرتؒ کے متعلقین یہ جان کر خوشی محسوس کریں گے کہ اس اعلان پر ہمیں بھرپور پذیرائی ملی ہے۔ اس وقت تک جو مضامین کے ملنے کی صورتحال ہے۔ اس کے پیش نظر امید ہے کہ یہ نمبر ایک ہزار صفحات سے کم نہ ہوگا۔ اس تحریر کے وقت ابھی پانچ دن مضامین کی وصولی کے باقی ہیں۔ (۲۰؍اپریل مضامین کی وصولی کی آخری تاریخ ہے) ابھی سے ہم نے کمپوزنگ کا اہتمام کرلیا ہے۔ جونہی کمپوزنگ کا مرحلہ مکمل ہوا۔ پروف ریڈنگ، سرخیاں اور ترتیب کا مرحلہ شروع ہوجائے گا۔ انشاءاللہ العزیز! بہت جلد یہ مراحل بھی طے ہوجائیں گے۔ امید ہے کہ آنے والے پرچہ تک ہم تاریخ اشاعت کا اعلان کرنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ ہمت مرداں مدد خدا!

رفقاء کے مضامین پڑھ کر جس طرح صالحین کے تذکرہ پر رحمت خداوندی برستی ہے۔ آج کل کھلی آنکھوں سے اس کے نظارے کر رہا ہوں۔ تاریخی، یادگار، دستاویزی نمبر میسر آنے پر آپ کے دل ودماغ کی بھی یہی کیفیت ہوگی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

دعاگو: (مولانا) اللہ وسایا، خادم ختم نبوت ملتان

صورت اسلام اور حقیقت اسلام کا فرق

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

صورت اور حقیقت میں فرق ہے

ہر چیز کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت۔ ان دونوں میں بہت بڑی مشابہت کے باوجود بہت بڑا فرق بھی ہوتا ہے۔ آپ روزمرہ کی زندگی میں صورت اور حقیقت اور ان کے فرق سے خوب واقف ہیں۔ میں اس کی دو مثالیں دیتا ہوں۔ آپ نے مٹی کے پھل دیکھے ہوں گے جو بالکل اصلی پھل معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن صورت وحقیقت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اصل آم کوئی اور چیز ہے اور مٹی کا نقلی آم کوئی اور چیز۔ مٹی کے آم میں نہ اصلی آم کا ذائقہ ہے اور نہ خوشبو، نہ رس، نہ نرمی، نہ اس کی خاصیتیں۔ صرف آم کی شکل ہے اور اس کا رنگ وروغن، اس کو آم کہیں گے، مگر مٹی کا۔ یہ مٹی کا آم دیکھنے کا ہے نہ کھانے کا، نہ سونگھنے کا نہ ذائقہ نہ خوشبو۔ آپ مردہ عجائبات خانہ میں گئے ہوں گے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہاں سب درندے اور سب جانور موجود ہیں۔ شیر بھی ہے اور ہاتھی بھی۔ تیندوا بھی اور چیتا بھی۔ مگر بے حقیقت، بھس بھری ہوئی کھالیں جن میں نہ کوئی جان ہے نہ طاقت۔ شیر ہے مگر نہ اس کی آواز ہے نہ غصہ، نہ طاقت ہے نہ ہیبت۔

حقیقت کے مقابلہ میں صورت کی شکست

صورت کبھی حقیقت کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ صورت سے حقیقت کے خواص کبھی ظاہر نہیں ہو سکتے۔ صورت کبھی حقیقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ صورت کبھی حقیقت کا بوجھ سنبھال نہیں سکتی۔ جب صورت کسی حقیقت کے مقابلے میں آئے گی اس کو شکست کھانا پڑے گی۔ جب صورت پر کسی حقیقت کا بوجھ ڈالا جائے گا تو صورت کی پوری عمارت زمین پر آ رہے گی۔ صورت اور حقیقت کا یہ فرق ہر جگہ نمایاں ہوگا۔ ہر جگہ صورت کو حقیقت کے سامنے پسپا ہونا پڑے گا۔ یہاں تک کہ عظیم سے عظیم اور مہیب سے مہیب صورت اگر حقیر سے حقیر حقیقت کے مقابلہ میں آئے گی تو اس کو مغلوب ہونا پڑے گا۔ اس لئے ہر چھوٹی سے چھوٹی حقیقت ہر بڑی سے بڑی صورت کے مقابلہ میں زیادہ طاقت رکھتی ہے۔ حقیقت ایک طاقت ہے۔ ایک ٹھوس وجود ہے۔ صورت ایک خیال ہے۔ دیکھئے! ایک چھوٹا سا بچہ اپنے کمزور ہاتھ کے اشارہ سے ایک بھس بھرے مردہ شیر کو دھکا دے سکتا ہے۔ اس کو زمین پر گرا سکتا ہے۔ اس لئے کہ بچہ خواہ کتنا ہی کمزور سہی ایک حقیقت رکھتا ہے۔ شیر اس وقت صرف صورت صورت ہی ہے۔ بچے کی حقیقت شیر کی صورت پر آسانی سے غالب آ جاتی ہے۔

نفس کا دھوکا

یہ عالم حقائق کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں ایک حقیقت رکھی ہے۔ مال کی بھی ایک حقیقت ہے۔

اس کی محبت طبعی اور اس کی خواہش فطری ہے۔ اگر حقیقت نہ ہوتی تو اس کے متعلق احکام کیوں ہوتے۔ اس میں کشش کیوں ہوتی؟ اولاد ایک حقیقت ہے۔ اس سے طبعی محبت اور فطری تعلق ہوتا ہے۔ اگر اولاد ایک حقیقت نہ ہوتی تو شریعت میں اس کی پرورش ونگہداشت کے احکام وفضائل کیوں ہوتے؟ اسی طرح طبعی ضروریات اور خواہشات کی بھی ایک حقیقت ہے۔ ان حقیقتوں پر ایک بالاتر، قوی تر حقیقت ہی غالب آسکتی ہے۔ کوئی صورت غالب نہیں آسکتی۔ یہ حقائق کتنے باطل آمیز سہی ان پر فتح حاصل کرنے کے لئے اسلام وایمان کی حقیقت درکار ہے۔ اسلام کی صورت کتنی ہی مقدس سہی ان پر فتح حاصل نہیں کرسکتی۔ اس لئے کہ ادھر حقیقتیں ہیں۔ ادھر صرف صورت۔ آج ہم یہی دیکھ رہے ہیں کہ صورت اسلام ادنیٰ ادنیٰ حقائق پر غالب نہیں آرہی ہے۔ اس لئے کہ صورت میں دراصل کچھ بھی طاقت نہیں۔ ہماری صورت اسلام، صورت کلمہ، صورت نماز ہم سے ادنیٰ ترغیبات چھڑانے سے قاصر ہیں۔ ادنیٰ عادات پر غالب آنے سے عاجز ہیں۔ ہم کو موسم کی ادنیٰ سختی اور حقیر ترین خواہش کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطاء نہیں کرتیں۔ آپ کا یہ کلمہ جو کبھی گردن کٹوادینے کی طاقت رکھتا تھا جو مال اور اولاد کو اللہ کی راہ میں بے تکلف قربان کرادینے کی قوت رکھتا تھا۔ جو وطن چھڑا دینے اور تختہ دار پر چڑھا دینے کی قوت رکھتا تھا۔ آج وہ سردیوں میں صبح کی نماز کے لئے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جو کلمہ زندگی بھر کی منہ لگی شراب کو شریعت کے حکم پر ہمیشہ کے لئے چھڑا سکتا تھا۔ آج اگر ضرورت پڑ جائے تو آپ کی ادنیٰ مرغوب چیز یا معمولی عادت بھی نہیں چھڑا سکتا۔ اس لئے کہ وہ کلمہ کی حقیقت تھی جس کے کارنامے آپ تاریخ اسلام میں پڑھتے ہیں۔ یہ کلمہ کی صورت ہے جس کی بے اثری آپ دن رات دیکھتے ہیں۔

ایک اہم غلطی

ہم غلطی یہ کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی تاریخ کو اپنے اوپر اوڑھنا چاہتے ہیں۔ اس کو اپنے اوپر منطبق کرنا چاہتے ہیں۔ جب وہ منطبق نہیں ہوتی۔ جب وہ لباس ہمارے اوپر راست نہیں آتا۔ جب جگہ جگہ جھول پڑ جاتے ہیں تو ہم شکایت کرتے ہیں۔ تعجب کرتے ہیں کہ کلمہ وہ بھی پڑھتے تھے، ہم بھی پڑھتے ہیں۔ نماز وہ بھی پڑھتے تھے، ہم بھی پڑھتے ہیں۔ پھر کیوں اسی طرح کے واقعات ظہور میں نہیں آتے۔ کیوں اسی طرح کے نتائج وثمرات برآمد نہیں ہوتے؟ دوستو اور بزرگو! اپنے نفس کو دھوکہ نہ دو۔ وہاں کلمہ کی حقیقت تھی۔ ایمان کی حقیقت تھی۔ یہاں کلمہ کی صورت ہے۔ ایمان کی صورت ہے۔ نماز کی صورت ہے۔ جس طرح املی کے بیج سے آم کے پھل کی توقع فضول ہے۔ اسی طرح صورت سے حقیقت کے خواص کی امید بے کار ہے اور فریب نفس۔

حقیقت اسلام

حضرت خبیبؓ کا واقعہ آپ نے سنا ہے۔ پھانسی کے تختہ پر ان کو چڑھایا گیا۔ چاروں طرف سے نیزوں کی نوکوں نے ان کو نوچنا شروع کیا۔ برچھیوں نے ان کے جسم کو چھلنی کر دیا۔ وہ صبر واستقامت کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ عین اس حالت میں ان سے کہا جاتا ہے کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ تمہاری جگہ رسول اللہ ﷺ ہوں؟ وہ تڑپ کر جواب دیتے ہیں کہ میں تو اس پر بھی راضی نہیں کہ مجھے چھوڑ دیا جائے اور حضور ﷺ کے تلوہ میں کوئی کانٹا بھی چبھے۔

حضرات! کیا یہ صورت اسلام تھی جس نے ان کو تختہ دار پر ثابت قدم رکھا اور ان کی زبان سے یہ الفاظ کہلوائے؟ نہیں وہ اسلام کی حقیقت تھی جو ان کے ہر زخم پر مرہم رکھتی تھی۔ جو ہر نیزے کی چبھن پر ان کے سامنے جنت کا نقشہ لاتی تھی اور انہیں دکھاتی تھی کہ یہ تمہاری اس تکلیف کا صلہ ہے۔ بس چند لمحوں کا معاملہ ہے۔ یہ جنت تمہاری منتظر ہے۔ یہ خدا کی رحمت تمہاری منتظر ہے۔ اگر تم نے اس فانی جسم کی اس فانی تکلیف کو گوارا کر لیا تو غیر فانی زندگی کی غیر فانی راحت تمہارا حصہ ہے۔ یہ عشق ومحبت کی حقیقت تھی۔ جب ان سے کہا گیا کہ کیا تم کو یہ منظور ہے کہ تمہاری جگہ رسول اللہ ﷺ ہوں؟ تو حضور ﷺ کی صورت حقیقت بن کر ان کے سامنے آ گئی اور ان کو گوارا نہیں ہوا کہ اس جسم اقدس کو ایک کانٹے کی بھی تکلیف ہو۔ یہ چند پاک اور بلند حقائق تھے جو درد وتکلیف کی حقیقت پر غالب آئے۔ صورت اسلام میں اس حقیقی درد وتکلیف کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ پہلے تھی نہ اب ہے۔ صورت اسلام تو تکلیف کے تصورات اور خیالات کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔

ہم کو اور آپ کو معلوم ہے کہ برصغیر میں آزادی کے موقع پر فسادات کے ڈر سے خیالی خطرات کی بناء پر لوگوں نے صورت اسلام بدل دی۔ مسلمانوں نے سروں پر چوٹیاں رکھیں اور غیر اسلامی شعار اختیار کئے۔ اس لئے کہ ان غریبوں کے پاس صرف صورت اسلام تھی جو اس میدان میں ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ آپ نے سنا ہے کہ حضرت صہیبؓ رومی ہجرت کر کے جانے لگے تو کفار مکہ نے ان کو راستہ میں روکا اور کہا کہ صہیب تم جا سکتے ہو مگر یہ مال نہیں لے جا سکتے جو تم نے ہمارے شہر میں پیدا کیا ہے۔ اب حقیقت اسلام کا حقیقت مال سے مقابلہ تھا۔ حقیقت اسلام اپنی مقابل حقیقت پر غالب آئی۔ صورت اسلام ہوتی تو وہ حقیقت مال کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

آپ نے سنا ہے کہ حضرت ابو سلمہؓ جب ہجرت کر کے جانے لگے تو کفار ان کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ تم جا سکتے ہو۔ مگر ہماری لڑکی ام سلمہ کو نہیں لے جا سکتے۔ اب حقیقت اسلام کا ایک حقیقت سے مقابلہ تھا۔ وہ حقیقت کیا تھی بیوی کی محبت جو ایک حقیقت تھی۔ لیکن اسلام کی حقیقت مؤمن کے دل میں ہر حقیقت سے زیادہ طاقتور اور گہری ہوتی ہے۔ انہوں نے بیوی کو اللہ کے حوالہ کیا اور تن تنہا چل دیئے۔ کیا صورت اسلام میں اتنی طاقت ہے کہ آدمی بیوی کو چھوڑ دے؟ ہم نے تو دیکھا ہے کہ لوگوں نے بیوی اور بچوں کے لئے کفر تک اختیار کر لیا اور صورت اسلام کی ذرا پرواہ نہیں کی ہے۔

آپ نے سنا ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے باغ میں ایک چھوٹی سی چڑیا آ گئی اور اس کو پھر جانے کا راستہ نہ ملا۔ حضرت ابو طلحہؓ کی توجہ ہٹ گئی۔ نماز کے بعد انہوں نے پورا باغ صدقہ کر دیا۔ اس لئے کہ حقیقت نماز اس شرکت کو گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ باغ کی بھی ایک حقیقت ہے۔ اس کی سرسبزی، اس کی فصل، اس کی قیمت ایک حقیقت ہے۔ اس حقیقت کا مقابلہ صورت نماز نہیں کر سکتی تھی۔ اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت حقیقت صلوٰۃ ہی میں ہے۔ آج ہماری آپ کی نماز ادنیٰ ادنیٰ حقیقتوں کا مقابلہ اس لئے نہیں کر سکتی کہ وہ حقیقت سے خالی اور ایک صورت ہے۔

آپ نے سنا ہوگا کہ یرموک کے میدان میں چند ہزار مسلمان تھے اور کئی لاکھ رومی۔ ایک عیسائی (جو

مسلمانوں کے جھنڈے کے نیچے لڑ رہا تھا) کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ رومیوں کی تعداد کا کچھ ٹھکانا ہے؟ حضرت خالدؓ نے کہا خاموش! خدا کی قسم اگر میرے گھوڑے ''اشقر'' کے سم درست ہوتے تو میں رومیوں کو پیغام بھیجتا کہ اتنی ہی تعداد اور میدان میں لے آئیں۔

حضرات! حضرت خالدؓ کو یہ اطمینان واعتماد کیوں تھا اور وہ رومیوں کی تعداد کو بے حقیقت کیوں سمجھتے تھے؟ اس لئے کہ وہ حقیقت اسلام رکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اس کے مقابل صرف رومیوں کی صورتیں ہیں جو ہر طرح کی حقیقت سے خالی ہیں۔ یہ لاکھوں صورتیں اسلام کی حقیقت کے سامنے ٹھہر نہیں سکتیں۔ ہم یقیناً کلمہ پڑھتے ہیں۔ ہم میں سے بہت سے لوگ کلمہ کے معنی سے بھی واقف ہیں۔ لیکن حقیقت کلمہ کوئی اور چیز ہے۔ وہ ان الفاظ اور معنی سے بہت بلند ہے۔ کلمہ کی یہ حقیقت صحابہ کرامؓ کو حاصل تھی۔ جب وہ کہتے تھے ''لا الہ الا اللہ'' تو واقعتاً سمجھتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم و بادشاہ نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی محبت وخوف کے لائق نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی امید وتوقع کے قابل نہیں۔ اللہ کے سوا کسی کی ہستی کوئی ہستی نہیں۔ کیا یہ سب حقیقتیں ہم سب کے دل میں اتری ہوئی ہیں۔ ہمارے دماغ کے اندر بسی ہوئی ہیں۔ ہماری زندگی کے اندر جڑ پکڑے ہوئے ہیں؟ اگر ان حقیقتوں سے واقف بھی ہوتے تو ''لا الہ الا اللہ'' کہتے ہوئے ہمیں احساس ہوتا کہ ہم کتنی بڑی بات کہہ رہے ہیں۔ جس کو اس حقیقت کا ذرا بھی احساس ہے۔ اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے سمجھتا ہے کہ وہ کتنا بڑا دعویٰ کر رہا ہے:

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

ہم سب جانتے ہیں کہ آخرت برحق ہے۔ جنت ودوزخ برحق ہیں۔ مرنے کے بعد یقیناً زندہ ہونا ہے۔ لیکن کیا سب کو ایمان کی وہ حقیقت حاصل ہے جو صحابہ کرامؓ کو حاصل تھی؟ اس حقیقت کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیؓ کھجور کھاتے کھاتے پھینک دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ان کے ختم ہونے کا انتظار کرنا میرے لئے بہت مشکل ہے اور فوراً بڑھ کر شہادت حاصل کرتا ہے۔ اس لئے کہ جنت اس کے لئے ایک حقیقت تھی اور وہ حقیقت اس کے سامنے تھی۔ اس کی حقیقت جس کو حاصل تھی وہ قسم کھا کر کہتا تھا کہ مجھے احد پہاڑ کے اس طرف سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ یرموک کے میدان میں ایک صحابیؓ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امیر! میں سفر کے لئے تیار ہوں۔ کوئی پیغام تو نہیں کہنا ہے؟ وہ کہتے ہیں ہاں! رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ نے ہم سے جو وعدے فرمائے تھے وہ سب پورے ہو رہے ہیں۔ یہ ہے یقین کی حقیقت۔ اس حقیقت پر کون سی قوت غالب آ سکتی ہے اور ایسی حقیقت رکھنے والی جماعت پر کون سی جماعت غالب آ سکتی ہے؟

صورت اسلام حفاظت کرنے کیلئے کافی نہیں

امت میں جو سب سے بڑا انقلاب ہوا۔ وہ یہ کہ اس کی ایک بڑی تعداد اور شاید سب سے بڑی تعداد میں صورت نے حقیقت کی جگہ لے لی۔ یہ آج کی بات نہیں یہ صدیوں پرانی حقیقت ہے۔ صدیوں سے صورت نے حقیقت کی جگہ حاصل کر رکھی ہے۔ عرصہ تک دیکھنے والوں کو صورت پر حقیقت کا دھوکا ہوتا رہا اور وہ حقیقت کے ڈر سے

اس صورت کے قریب آنے سے بچتے رہے۔لیکن جب کسی نے ہمت کر کے اس صورت کو چھوا تو معلوم ہوا کہ اندر سے پول ہے اور حقیقت غائب ہو چکی ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ کبھی کبھی کاشتکار کھیت میں ایک لکڑی گاڑ کر اس پر کوئی کپڑا ڈال دیتا ہے۔جس کو دیکھ کر پرندوں اور جانوروں کو شبہ ہوتا ہے کہ کوئی آدمی رکھوالی کر رہا ہے۔لیکن اگر کبھی کوئی سیانا کوا یا ہوشیار جانور ہمت کر کے کھیت میں جا پڑے تو ظاہر ہے کہ وہ بے جان شبہ کچھ نہیں کر سکتی۔پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جانور اس کھیت کو روند ڈالتے ہیں اور پرندے اس کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا۔ان کی صورت حقیقت بن کر برسوں ان کی حفاظت کرتی رہی۔ قومیں ان کے قریب آنے سے ڈرتی تھیں۔حقیقت اسلام کے واقعات ان کے ذہن میں تازہ تھے اور کسی کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔لیکن کب تک؟ جب تاتاریوں نے بغداد پر چڑھائی کی،جس پر حملہ کرنے سے وہ برسوں احتیاط کرتے رہے تو اس صورت کی حقیقت کھل گئی اور مسلمانوں کا بھرم جاتا رہا۔اس وقت سے صورت اسلام حفاظت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔اب صرف حقیقت اسلام ہی اس امت کی حفاظت کر سکتی ہے۔

ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس بروز جمعۃ المبارک ۲۰مارچ ۲۰۱۵ء جامع مسجد کبیر میں زیر صدارت مولانا محمد انیس اور زیر نگرانی مولانا محمد امجد مدنی کے منعقد کی گئی۔کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔تلاوت کی سعادت قاری نیاز احمد خاصخیلی نے حاصل کی۔قاری محمد عثمان نورنے ہدیہ نعت پیش کیا اور نظمیں پڑھیں۔اس کے بعد مولانا محمود الحسن حسینی نے بیان کیا۔پھر مولانا علی احمد چنہ نے ختم نبوت پر نظمیں پڑھیں۔اس کے بعد مرشد الموحدین ولی کامل حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی (پیر شریف والوں) نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔اس پر ایمان لانا لازمی ہے اور حضور ﷺ کی شفاعت کے حصول کے لئے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جھوٹے مدعی نبوت کو کسی دور میں بھی برداشت نہیں کیا گیا۔قادیانیوں نے آج تک اپنے آپ کو کافر تسلیم نہیں کیا ہے۔یہ ملک وقوم سے غداری کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دینے میں لگے ہوئے ہیں۔آخر میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسلمانوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام مکاتب فکر کے علماء نے مل کر جدوجہد کی ہے۔ انہوں نے فرمایا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ قادیانیوں اور قادیانی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔قاری علی اصغر، قاری محمد تصور،قاری عبداللہ فیض،مولانا ظہیر احمد،قاری عطاء الرحمن مدنی اور بھائی عبدالروف نے کانفرنس کے جملہ امور اور علماء کرام اور دیگر مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہے۔کانفرنس میں ہر طبقے کے لوگوں نے بھرپور شرکت کی۔خصوصاً قاری محمد حسن سوروجو،قاری عبدالماجد خاصخیلی،مولانا اشفاق احمد پھل اور دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔

فن قرأت وتجوید ...... عصر حاضر میں اہمیت وضرورت

قسط نمبر:1

مولانا قاری محمد یٰسین

مولانا قاری محمد یاسین مدظلہ مہتمم جامعہ دارالقرآن فیصل آباد تحفیظ القرآن کی دنیا کا ایک معروف اور ممتاز نام ہے۔ آپ فیصل آباد میں دو بڑے مراکز اور کئی شاخوں کے ذریعے خدمت قرآن کا وسیع سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت قاری صاحب موصوف حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ کے شاگرد خاص اور داماد ہیں۔ حضرت مفتی اعظم مفتی عبدالستارؒ اور حضرت سید نفیس شاہؒ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن اور فیصل آباد میں وفاق المدارس کے تحفیظ القرآن کے مسئول ہیں۔ آپ کے لاکھوں شاگرد ملک وبیرون ملک خدمت قرآن کو اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے ہیں۔ ملائشیا، انڈونیشیا اور تھائی لینڈ میں بھی آپ کی زیر نگرانی تعلیم قرآن کا وسیع حلقہ قائم ہے۔ تحفیظ اور تجوید وقرأت کے تدریسی سلسلے سے ہٹ کر آپ تحریری اور تحقیقی حوالوں سے بھی اپنے اداروں میں سیمینارز منعقد کروانے کا اہتمام فرماتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ عصر حاضر میں قرأت وتجوید کی اہمیت وضرورت پر مبنی ہے۔ تلخیص اور ترتیب کے بعد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے:

کچھ عرصہ قبل ہمارے ادارے جامعہ دارالقرآن فیصل آباد میں ''مجلس اختتام قرأت عشرہ'' کے عنوان سے ایک پروگرام منعقد ہوا۔ ہمارے جامعہ سے اس سال قرأت عشرہ مکمل کر کے الحمدللہ ۸۶ طلباء فارغ ہوئے۔ جن کے اعزاز میں یہ مجلس منعقد کی گئی تھی۔ اختتام قراآت عشرہ کی مناسبت سے ''تجوید وقرأت سیمینار'' کا بھی انعقاد کیا گیا۔ جس میں ہمارے جامعہ کے چند اساتذہ نے تجوید وقرأت کے مختلف موضوعات پر مقالے پیش کئے۔ انہی مفید تحریرات سے یہ انتخاب اس غرض سے قارئین تک پہنچایا جارہا ہے کہ اس زمانے میں فن قرأت وتجوید سے بے اعتنائی عام ہے۔ ماضی میں جھانکئے تو اس فن کی آبیاری کرنے والے وقت کے آئمہ پیش پیش ہوتے تھے۔ آج علما کے طبقے نے اپنی محنت کا ثانوی درجہ بھی نہیں دے رکھا۔ آنے والے مندرجات سے بخوبی واضح ہوگا۔

خدمت فن، معاصر زمانے سے اکابر تک

خدمت قرأت کے حوالے سے جن شخصیات کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا ان میں سے اہم ترین شخصیت ابوعمرو الدانی کی ہے جو مرکز الاسانید بھی ہیں۔ ان سے متعلق کتابوں میں لکھا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو جنازے میں لوگوں کی اتنی کثرت تھی کہ سات بار جنازہ پڑھا گیا اور ہجوم کی وجہ سے تمام لوگ تقریباً تین ماہ تک آپ کی قبر کو براہ راست نہ دیکھ سکے۔

برصغیر پاک وہند میں تجوید وقرأت کے سلسلے میں جن شخصیات نے غیر معمولی خدمات سرانجام دی ہیں۔ان میں حضرت قاری فتح محمدؒ، حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ، حضرت مولانا قاری اظہار احمد تھانویؒ، حضرت مولانا قاری عبدالمالکؒ اور حضرت مولانا قاری محمد شریفؒ بہت نمایاں ہیں۔آخر الذکر (حضرت قاری محمد شریفؒ) سے حق تعالیٰ نے تدریس کے میدان میں بہت کام لیا ہے۔ان کی تصنیفات بھی بہت زیادہ ہیں۔ان کا اور حضرت مولانا قاری فتح محمدؒ اور حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ کا آپس میں بہت اپنائیت کا، محبت والا تعلق تھا۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا قاری فتح محمدؒ، حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ اور قاری محمد یاسین ہم سفر ہوئے۔یہ حضرات راولپنڈی سے ملتان کے ارادے سے چلے۔جب لاہور پہنچے تو ملتان والی گاڑی میں ابھی کچھ تاخیر تھی۔حضرت قاری فتح محمدؒ نے فرمایا کہ چلو قاری محمد شریفؒ کے پاس چلتے ہیں۔یہ حضرات ان کی خدمت میں پہنچے۔وہیں جمعہ پڑھا اور کھانا بھی کھایا۔اسی طرح قاری محمد شریفؒ کی ایک صاحبزادی نے اہلیہ قاری محمد یٰسین سے قرآن کریم بھی پڑھا تھا۔بہر حال! ان واقعات سے ان کے باہمی تعلق اور محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔حضرت قاری محمد شریفؒ کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں العبیان فی ترتیل القرآن تین ضخیم جلدوں میں ہے۔المقدمۃ الشریفیہ فی شرح مقدمۃ الجزریہ، معلم التجوید اسی طرح سبیل الرشاد فی تلفظ ضاد وغیرہ کتب شامل ہیں۔

تجوید وقرأت کے عظیم خدام میں سے ایک نام حضرت قاری فتح محمدؒ کا ہے۔یہ نابینا تھے۔عجیب اتفاق ہے کہ علامہ شاطبیؒ بھی ظاہر بصارت نہیں رکھتے تھے۔لیکن اس کے باوجود اتحاف البررۃ بالمتون العشرۃ جو کہ تقریباً ساڑھے پانچ ہزار عربی اشعار پر مشتمل ہے۔اس کے حافظ تھے۔اس کے علاوہ حضرت کو قرأت کے تمام طرق عشرہ کبریٰ کے ساتھ یاد تھے۔حضرت قاری فتح محمدؒ کی متعدد بے مثال تصنیفات ہیں۔ان میں سے جس تصنیف نے آفاق عالم میں شہرت حاصل کی۔وہ عنایات رحمانی ہے۔شاطبیہ کی شروحات میں اردو کی کسی شرح میں ایسی خصوصیات جمع نہیں جیسی اس میں ہیں۔

ایک اور بڑی شخصیت اور تجوید وقرأت کے عظیم خادم ہمارے جدامجد حضرت قاری رحیم بخشؒ ہیں جن کو ہم ہی نہیں بلکہ اہل علم بھی مجدد القرأت کہتے ہیں۔حضرت کی بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ان میں سے ایک ’’المرآۃ النیرۃ فی حل الطیبہ‘‘ بھی ہے۔’’طیبہ‘‘ جس کو فن قرأت کی مشکل ترین کتاب سمجھا جاتا ہے۔حضرت نے اپنی اس تصنیف میں اس کا حل کر کے اہل علم کے لیے ’’طیبہ‘‘ سے استفادہ آسان کردیا ہے۔اس کے علاوہ حضرت کا سب سے اہم کارنامہ جس کی وجہ سے انہیں مجدد القرأت کہا گیا۔وہ یہ کہ حضرت نے تمام قرأت کو الگ الگ رسالوں کی شکل میں ترتیب دے کر اس موضوع کو اتنا آسان بنادیا ہے کہ اب چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس علم کو آسانی کے ساتھ حاصل کرسکتے ہیں جس کی زندہ مثال ہمارے جامعہ کے یہ ۸۶ بچے ہیں۔حالانکہ یہ علم حاصل کرنا صرف راسخین فی العلم لوگوں کا کام سمجھا جاتا تھا۔عام علما بھی اس علم کو حاصل کرنا مشکل سمجھتے تھے۔ہمارے قریب زمانہ کی ایک اور شخصیت حضرت قاری محمد طاہر رحیمیؒ ہیں۔چند سال پہلے جن کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ان کو بھی تجوید وقرأت میں حق تعالیٰ نے غیر معمولی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔حضرت کی بھی بہت سی تصانیف ہیں۔اس وقت صرف دو کا ذکر پیش خدمت ہے:

۱...... کشف النظر فی حل النشر ۔’’النشر‘‘ علامہ جزریؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے۔اس کے مقدمے میں علامہ نے لکھا ہے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ علم قرأت مردہ ہو چکا ہے اسے کہہ دو کہ النشر نے اسے زندہ کر دیا ہے۔ بلاشبہ امت پر ان کا یہ احسان عظیم ہے۔ہم کہتے ہیں کہ حضرت قاری طاہر رحیمی نے کشف النظر لکھ کر النشر کو زندہ کر دیا۔ دو ہزار صفحات پر مشتمل یہ عظیم تصنیف اور شرح ہے۔

۲...... طبقات القراء پر متقدمین میں علامہ ابن حجرؒ اور امام ذہبیؒ کا کام قابل قدر ہے۔لیکن بعد میں حضرت قاری صاحبؒ نے طبقات القراء پر بہت احسن انداز میں کام شروع فرمایا۔ تقریباً دسویں صدی تک پہنچ گئے تھے۔ اب کچھ کام ہی باقی رہا تھا کہ حضرت کی وفات سے یہ کام رک گیا۔ اللہ کرے کہ اس کی تکمیل کی کوئی صورت وجود میں آ جائے۔ آمین!

فن قرأت کی فنی ابحاث اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہیں۔تاہم ایک نظر اس کی حکمتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ تا کہ واضح ہو کہ یہ فن کس قدر ہمہ گیر فوائد واثرات کا حامل ہے۔

فن قرأت سبعہ احرف پر نزول قرآن میں حکمتیں

قرآن مجید کے سبعہ احرف پر نازل ہونے میں متعدد حکمتیں ہیں۔ سب سے اہم اور مقدم حکمت جس کی طرف احادیث میں واضح اشارہ بھی موجود ہے۔ وہ پڑھنے والوں پر آسانی کرنا ہے۔ وجہ یہ کہ عرب کے مختلف قبائل کی لغات مختلف تھیں اور ایک لغت والے کے لیے دوسری لغت پر اپنی زبان کو جاری کرنا آسان نہ تھا۔ تو سبعہ احرف پر قرآن کریم نازل کرنے میں ان کے لیے آسانی ہوگئی کہ ہر لغت والا اس طریقے کے مطابق پڑھ لے جس کے مطابق پڑھنا اس کو آسان محسوس ہو۔ مثلاً: ایک لغت والے ہمزہ پڑھنے کے عادی ہیں تو دوسری لغت والے تخفیف کے۔ ایک قبیلہ والے فتحہ پڑھنے کے عادی ہیں تو دوسرے قبیلہ والے امالہ کے۔ (علوم القرأت،ص:۱۳۶)

۱...... سبعہ احرف پر قرآن کریم کے نازل کئے جانے کی بڑی حکمت بلاشبہ پڑھنے والوں کے لیے تسہیل اور آسانی پیدا کرنا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ پابندیاں بھی لگا دی گئی ہیں۔ تا کہ کوئی غیر قرآن چیز داخل کرنے کی جسارت نہ کی جائے۔

☆...... ان پابندیوں میں سے پہلی پابندی ’’تلقی بافواہ المشائخ‘‘ ہے کہ بالکل اسی طریقے سے پڑھنا ضروری ہے جس طریقے اور انداز سے اپنے استاد اور شیخ سے سنا ہو۔ حتیٰ کہ اس میں ایک حرفی مد کی کمی بیشی بھی برداشت نہیں کی جاتی۔

☆...... دوسری پابندی یہ لگائی گئی کہ وہ قرأت اسناد کے اعتبار سے مضبوط ہو یعنی وہ قرأت قبول ہوگی جو سنداً صحیح ہو۔

☆...... تیسری پابندی یہ لگائی گئی کہ وہ متواتر سند سے ثابت ہو۔ کیونکہ قرآن ہونے کے لیے تواتر شرط ہے۔

۲...... یہ اختلاف قرأت قرآن مجید کی بلاغت اور اعجاز کی دلیل ہے۔ کیونکہ ان اختلافات سے الفاظ میں معنوی وسعت بھی پیدا ہوتی ہے اور ایک آیت سے متعدد احکام بھی سمجھے جاتے ہیں۔

۳...... حفظ کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ (علوم القرأت،ص:۱۳۶)

۴...... اس اختلاف قرأت میں حضور نبی کریم ﷺ کے سچے ہونے کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کریم میں اس قدر قرأت کے اختلاف کے باوجود معنی اور مفہوم کے لحاظ سے آپس میں کسی قسم کا تضاد، تناقض یا اختلاف نہیں پایا جاتا۔ بلکہ سارا کا سارا قرآن کریم کا ایک حصہ دوسرے کی تصدیق اور وضاحت کرتا ہے۔ یہ کھلی دلیل ہے اس بات کی کہ یہ اللہ جل شانہ کا ہی کلام ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔

۵...... اس اختلاف قرأت میں اس امت کی عظمت شان اور منقبت عظیمہ کا اظہار ہے کہ ان کو یہ نعمت حاصل ہوئی ہے۔

۶...... اس امت کے اجر وثواب کو زیادہ کرتا ہے۔ کیونکہ جب یہ امت ان اختلافات کو یاد کرے گی۔ اس کے معانی میں غور کرے گی۔ اس کے مختلف احکامات کو مستنبط کرے گی اور اس کے اسرار کو اپنے علم کے مطابق ظاہر کرے گی۔ اس کے لیے جدوجہد کرے گی تو یقیناً اس کا اجر وثواب بھی بڑھا دیا جائے گا۔

(القرأت واثرھا فی علوم العربیہ ص:۳۹)

۷...... ان اختلافات میں مختلف نحوی اور صرفی قواعد کی سند ہے۔ ان قرأت سے کئی قسم کے عربی قواعد معلوم ہوتے ہیں۔

۸...... ان اختلافات کی احکام فقہیہ میں بھی تاثیر ہوتی ہے۔ مثلاً: کبھی دو مختلف حکموں کو اختلاف قرأت سے جمع کیا جاتا ہے۔ جیسے: ’’حتی یطھرن‘‘ میں دو قرأتیں ہیں۔ تخفیف اور تشدید کے ساتھ۔ اب اس میں دو حکم جمع ہوگئے ہیں۔ وہ اس طرح سے کہ تخفیف والی قرأت کا حکم اس صورت کے لیے ہے جب ’’انقطاع دم، اکثر مدت حیض‘‘ پر ہو اور تشدید والی قرأت کا حکم اس صورت کے لیے ہے جب ’’انقطاع دم، اکثر مدت‘‘ سے کم پر ہو جائے۔

۹...... اسی طرح کبھی دو قرأتوں سے دو جدا جدا حکموں کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے: ’’وارجلکم‘‘ میں دو قرأتیں ہیں۔ لام کے فتحہ والی اور لام کے کسرہ والی۔ اب فتحہ والی سے عام حالت میں پاؤں کے دھونے کا حکم معلوم ہوا اور کسرہ والی سے موزوں کی حالت میں پاؤں کے مسح کا حکم معلوم ہوا۔

۱۰...... اسی طرح کبھی متفق علیہ حکم کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے: ’’ولہ اخ او اخت‘‘ میں ایک شاذ قرأت کے مطابق ’’من ام‘‘ کا اضافہ بھی ہے۔ اس سے یہ متفق علیہ واضح ہوگیا کہ اس ’’اخ‘‘ اور ’’اخت‘‘ سے ’’اخیافی‘‘ مراد ہے۔

۱۱...... اسی طرح کبھی مراد کی وضاحت اور تعیین ہو جاتی ہے۔ جیسے: ’’فاقطعوا ایدیھما‘‘ میں ایک شاذ قرأت ’’ایمانھما‘‘ ہے جس سے ید کی مراد متعین ہوگئی کہ دایاں ہاتھ مراد ہے۔

۱۲...... اسی طرح کبھی مطلق حکم میں تقیید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ جیسے: کفارہ یمین کے حکم میں ’’فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ ایام‘‘ میں ایک شاذ قرأت ’’ایام متتابعات‘‘ ہے۔ اس سے یہ حکم مقید ہوگیا کہ تین روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے۔

ایسے ہمہ گیر فوائد کے حامل علم کو کسی خاص طبقے پر انحصار کرنا ہرگز قرین انصاف نہیں۔ضرورت ہے ہر طبقے سے متعلق اہل علم اس فن کے احیا اور ارتقا کے لیے اپنی خدمات بروئے کار لے آئیں۔اب جزواں فن تجوید کے حوالے سے ضروری معلومات پیش خدمت ہیں:

فن تجوید کی اہمیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا۔“ (المزمل: ۴) ”قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔“ حضرت علیؓ سے ترتیل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”اَلتَّرْتِیْلُ تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ۔“ (النشر: ۱/۲۰۹) یعنی ”ترتیل سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ حروف کو تجوید سے ادا کرنا اور وقف وابتدا کے محل کو پہچاننا۔“

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”من احب ان یقرأ القرآن غضا کما انزل فلیقرأ قراءۃ ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعودؓ“ یعنی ”جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ قرآن پڑھے تروتازگی سے جیسا کہ نازل کیا گیا تو چاہیے کہ وہ ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی طرح پڑھے۔“ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو قرآن کی تجوید اور ترتیل میں ایک وافر حصہ عطا کیا گیا جس کے مطابق قرآن مجید نازل ہوا۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ابن مسعودؓ کی طرح پڑھنے کا حکم فرمایا۔ (المنح الفکریہ،ص:30)

جبکہ خلاف تجوید پڑھنے پر وعید آئی ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں ﴿ان ابن مسعود کان یقرئ رجلا فقرأ الرجل: انما الصدقات للفقراء، فقال ابن مسعود: ماھکذا اقرأنیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: کیف اقرأکھا یا ابا عبدالرحمن، فقال: اقرأنیھا : انما الصدقات للفقرآء. فمدھا (رواہ الطبرانی) (المنح الفکریہ،ص:۷۸)

دیکھیں! صرف ایک مد کے چھوڑنے کی وجہ سے فوراً فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے۔ان میں سے ایک نے اپنے خطبہ میں ”من یطع اللہ و رسولہ، فقد رشد و من یعصھما“ پر وقف کیا۔پھر کہا: ”فقد غوی“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قم بئس الخطیب انت“ اس شخص نے غیر قرآن یعنی خطبہ میں وقف درست نہیں کیا تو آپ ﷺ نے سختی سے تنبیہ فرمائی۔یا تو ”فقد رشد“ پر وقف کرو۔اگر ملاتا ہے تو ”فقد غوی“ پر وقف کرو۔

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید تجوید کے ساتھ نازل ہوا۔تجوید کے ساتھ پڑھنے میں ثواب ہے اور خلاف تجوید پڑھنے پر وعید ہے۔چنانچہ حضرت قاری رحیم بخشؒ اپنی ”کتاب العطایا الوہبیہ“ کے صفحہ ۱۲۷ پر ”ورتلناہ ترتیلا“ کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ اور شیوخ کے ذریعے ترتیل و تجوید والی کیفیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار سے یہ قرآن ہم تک پہنچا ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ قرآن اس کلام کا نام ہے جو تجوید و ترتیل پر مشتمل ہو اور جو تلاوت ترتیل کے بغیر ہو وہ غیر قرآن کی تلاوت ہوگی۔

تجوید کے ساتھ تلاوت کیوں ضروری ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:''الذین اتیناھم الکتاب یتلونه حق تلاوته اولئک یومنون به......!
وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب عنایت کی۔ وہ تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی ہیں وہ لوگ جو کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔''

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ حق تلاوت میں زبان، عقل اور دل تینوں شریک ہیں۔ زبان کا حصہ حروف کی تصحیح ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:''ورب تال للقرآن والقرآن یلعنه...... بہت سے لوگ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں۔ حالانکہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔'' ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس لعنت میں تین طرح کے لوگ شامل ہیں: ۱...... بے عمل۔ ۲...... تحریف کرنے والا۔ ۳...... غلط پڑھنے والا۔ (المنح الفکریہ: ص:۲۸)

چنانچہ مجودین فرماتے ہیں:''علم تجوید کے قواعد کا یاد کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر اڑتالیس میل کی حد میں ایک بھی ماہر تجوید نہ ہو تو سب لوگ گناہ گار ہوں گے اور علم تجوید کے قواعد کے مطابق صحیح پڑھنا اس حد تک کہ حروف اور معانی میں تبدیلی پیدا نہ ہو۔ ہر عاقل بالغ پر فرض عین ہے اور اس سے زائد لہجہ اور حسن صوت مستحب ہے۔
(المنح الفکریہ: ص۲۷: کمال الفرقان: ص۹)

دو وضاحتیں

۱...... حضرت مولانا قاری رحیم بخشؒ نے اپنی کتاب العطایا الوہبیہ میں فرمایا: اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اچھی آواز کو تجوید کی اصل قرار دیتے ہیں اور تحسین کا انحصار بھی ان لہجوں میں سمجھ رکھا ہے جو دنیا کی دوسری چیزوں کی طرح روز بروز نئے نئے ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ ان لہجوں کے ضروری ہونے کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے:''اقرؤا القرآن بلحون العرب و اصواتها'' یعنی قرآن کو عربوں کے لہجے میں اور ان کی آواز میں پڑھو''اقرؤا'' امر ہے جو وجوب کے لیے آتا ہے۔ لہٰذا عربوں کے لہجے میں پڑھنا واجب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بھی صحیح اور امر بھی وجوب کے لیے ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ کیا لحون عرب سے مراد وہ لہجے ہیں جن کا آج کل رواج ہے؟ اگر امر ان لہجوں کے وجوب کے لیے ہے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہے اور اس چیز کو واجب کرتا ہے جو اکثر تلاوت کرنے والوں کی طاقت سے باہر ہے اور قطعی نصوص کے سراسر خلاف ہے۔ یہ بات کسی پر بھی مخفی نہیں کہ لہجہ وہی شخص سیکھ سکتا ہے جس میں نقالی کی قوت بدرجہ کمال یا ایک معتد بہا مقدار میں ہو۔ ظاہر ہے ایسے لوگ بہت کم ہیں اور سالہا سال کا تجربہ شاہد ہے کہ بہت سے دوستوں نے رواج یافتہ لہجوں کے سیکھنے کی کوشش کی۔ عمر کھپائی، محنت و مشقت برداشت کی۔ لیکن نتیجہ صفر اور ناکامی رہا۔ کیا کوئی فہم سلیم اس بات کا یقین کرسکتی ہے کہ شریعت مطہرہ ایسے امر کو واجب قرار دے جس کا بجالانا اکثر عمل کرنے والوں کی قوت سے باہر ہو؟ ہرگز نہیں۔

اس تقریر سے ثابت ہوا کہ لحون عرب سے مروج لہجے مراد نہیں۔ بلکہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ تم بھی تمام حروف کو اسی طرح ادا کرو جس طرح عرب ہر ایک حرف کو دوسرے سے ممتاز اور جدا کر کے ادا کرتے ہیں۔

تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۰۰ میں سے ۹۹ طلباء و طالبات مشق کے ذریعے حروف و حرکات کو صحیح کر لیتے

ہیں اور ادا میں ماہر ہو جاتے ہیں۔ تجوید کی ماہیت اور روح بھی یہی ہے کہ حروف کو ان کے مخارج سے تمام صفات کی رعایت کے ساتھ ادا کریں۔

لحون عرب والی حدیث کا یہی مطلب میں نے ایک مجلس میں دوران گفتگو استاذی مفتی محمد شفیعؒ کے سامنے بیان کیا تو موصوف بہت خوش ہوئے اور فرمایا: ''واقعی یہ معنی بہت عمدہ ہیں۔''

۲...... حسن صوت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''زینوا القرآن باصواتکم'' یعنی قرآن کریم کو اپنی آوازوں کے ساتھ خوبصورت بناؤ۔ مطلب ہے کہ خوش آوازی تجوید کی رعایت کے ساتھ ہو۔ جس قدر ہو سکے آواز کو نفیس اور عمدہ بنانے کی کوشش کرو۔ اس سے قرآن کریم کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ لیکن تجوید کی حدود سے ذرا بھی باہر نہ جاؤ۔

ائمہ قرأت کے بعض عجیب احوال

بے شک واقعات اور قصص میں عبرت بھی ہے اور تاثیر بھی۔ نیز یہ بھی حقیقت ہے اللہ کے نیک بندوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ قرأت و تجوید کی اہمیت اور ضرورت ملاحظہ کرنے کے بعد چند ائمہ وقت کا ذکر ملاحظہ ہو۔ تاکہ اہل عزیمت کی داستانیں پڑھ کر ہماری ہمت بڑھے۔ اہمیت کا اندازہ اور توفیق عمل عطا ہو جائے۔ آیئے! فن قرأت و تجوید کی چند عظیم شخصیات کے منتخب واقعات ملاحظہ کرتے ہیں: جاری ہے!

ختم نبوت کانفرنس لکی مروت

۱۵؍مارچ ۲۰۱۵ء بروز اتوار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے زیر اہتمام سالانہ نویں کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے مقامی احباب نے کانفرنس سے قبل تقریباً ۷۰ چھوٹے پروگرام منعقد کئے تھے۔ ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ حقانی، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا طیب طوفانی، ناظم اطلاعات صاحبزادہ امین اللہ جان، مولانا شبیر احمد حقانی اور مولانا محمد امجد پر مشتمل وفد نے سرکاری و پرائیویٹ تعلیمی اداروں، مدارس اور دیگر اداروں کے دورے کئے تھے۔ مولانا حفیظ الرحمن، مولانا مستقیم شاہ، شیخ الحدیث مولانا حسین احمد، مولانا جان محمد، مولانا بشیر احمد حقانی، مولانا حمزہ لقمان، شیخ الحدیث مولانا محمد انور نے بیانات فرمائے۔ حضرت مولانا محمد انور نے پہلی نشست کی اختتامی دعا فرمائی۔ نماز ظہر کے بعد دوسری نشست کی ابتداء حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد کی صدارت میں ہوئی۔ اس میں مولانا عظمت اللہ، مولانا خالد گنگوہی، مولانا سفیر اللہ جمعیت علماء اسلام، مولانا عبدالغفار، مولانا گل رئیس خان، مولانا محمد طیب طوفانی، مولانا شبیر احمد حقانی اور دیگر مقامی علماء کرام نے بیانات کئے۔ کانفرنس میں مولانا ابراہیم ادہمی کو ختم نبوت کی مثالی خدمات انجام دینے پر مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے انعام واعزاز سے نوازا۔ آخری بیان صوبہ خیبر پختونخواہ کے امیر مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے کیا۔ آپ کا بیان نہایت جامع اور پر مغز تھا۔ اختتامی دعا حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد نے فرمائی۔ کانفرنس کے انتظامی امور مولانا نقیب اللہ، مولانا محمد گل، مفتی رضوان اللہ ترابی، انور جمال، عظمت اللہ، امداد اللہ، سید احمد، ماجد حسین، انور علی اور عبدالباسط نے انجام دیئے۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب مدظلہ

۲۲ ر فروری ۲۰۱۵ء بروز اتوار شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی علمی و دینی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے گل بہار لان بہادر آباد کراچی میں ایک سیمینار منعقد ہوا، جس میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی خطاب فرمایا۔ مولانا محمد قاسم مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے اسے قلم بند کیا ہے۔ افادۂ عام کے لئے نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا:

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ دو آدمیوں کی زندگیاں قابل رشک ہیں۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے مال کو حق کی راہ میں خرچ کیا۔ مال کوئی قابل رشک چیز نہیں ہے۔ قارون کے پاس بھی بہت زیادہ مال تھا۔ لیکن اس کا حشر کیا ہوا؟ آپ سب جانتے ہیں۔ لیکن اللہ اگر کسی کو مال دے اور پھر وہ اس فکر میں رہے کہ کہاں نیک کام ہو رہا ہے کہ وہاں میں خرچ کروں۔ کوئی مسجد بن رہی ہے۔ وہاں خرچ کر رہا ہے۔ کوئی مدرسہ ہے۔ وہاں خرچ کر رہا ہے۔ فقراء اور مساکین کو دے رہا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا۔ اب وہ علم پھیلا رہا ہے۔ اس کے مطابق عمل کر رہا ہے۔

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ ہمارے بزرگ تھے۔ وہ اس کے مصداق تھے۔ اللہ نے ان کو علم دیا اور انہوں نے پوری زندگی اس کی نشر و اشاعت میں صرف فرمائی۔ ایک جگہ میں ان کے بارے میں پڑھ رہا تھا کہ جب وہ دورۂ حدیث سے فارغ ہوئے تو اس رات کو پوری رات عبادت کی اور رو رو کے دعائیں کیں: ''اے اللہ! اب یہ حدیث کا تعلق مجھ سے منقطع نہ ہو۔'' انہوں نے آپ ﷺ کے اس حکم کی تعمیل کی۔ جبکہ آپ نے حجۃ الوداع میں خطبہ دینے کے بعد آخر میں فرمایا تھا: ''الا فلیبلغ الشاهد منکم الغائب '' جو بھی سننے والے ہیں۔ وہ آئندہ آنے والوں تک یہ میری باتیں پہنچا دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہی توفیق دی اور انہوں نے اس کو خوب پھیلایا۔ آج ہزاروں ان کے شاگرد جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ جو ان کے لئے صدقۂ جاریہ ہیں۔ اس کے علاوہ جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ نے اپنی امارت آپ کو سونپی تو آپ نے تحفظ ختم نبوت کے لئے بہترین خدمات انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور جنت میں اونچے سے اونچا درجہ عطا فرمائے۔ آمین!

میرے بزرگو اور بھائیو! خاص طور پر علماء کرام سے مخاطب ہوں کہ ہر عالم جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقام دیا ہے۔ یا ہر وہ عالم جو کہیں امام ہے۔ کہیں خطیب ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے اپنے دائرے میں خاص طور پر

عقیدۂ ختم نبوت کو اس طرح بیان کریں کہ ہمارے مقتدی اور ان کے ذریعے ان کے گھر والے۔ ان کو معلوم ہو کہ ختم نبوت کا مسئلہ کیا ہے۔ ہمیں کیا عقیدہ رکھنا اور ایمان لانا ہے۔ منکرین ختم نبوت کے بارے میں ہمیں کیا سوچنا ہے۔ اللہ جزائے خیر دے، اکابر علماء کرام نے اس موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔ اب ہمارا کام یہی ہے کہ ہم ان کو پڑھیں اور معلومات حاصل کریں اور اس کو آگے تک پہنچائیں۔

اگر آپ امام ہیں، خطیب ہیں تو پانچ نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد، جس میں مقتدی زیادہ ہوں، آپ کا درس ضرور ہونا چاہئے۔ اس درس کے اندر، ضمنی طور پر ہی، یہ مسائل بھی ہونے چاہئیں اور جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے: ''کلموا الناس علی قدر عقولهم ''لوگوں کی جو ذہنی سطح ہے۔ اس کے مطابق آپ گفتگو کریں۔ جو ان کی سمجھ میں آئے۔ باریک مسائل نہیں۔ کھلے کھلے مسائل۔

مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے۔ میں اس وقت طالب علم تھا۔ اسکول چھوڑ کر ایک دینی مدرسے میں داخل ہوا تو ایک روز اپنے والد مرحوم کے ساتھ ایبٹ آباد گیا ہوا تھا۔ اس زمانے میں یہ لاؤڈ اسپیکر نہیں آیا تھا۔ کوئی خاص بات ہو تو منادی والا بازار میں پھرتا تھا۔ اس کے گلے میں ڈھول پڑا ہوتا تھا۔ ''ڈھب، ڈھب ڈھب'' اب لوگ متوجہ ہو جاتے کہ کوئی خاص بات ہے۔ وہ آواز لگاتا: ''آ گیا وہی منادی والا آ گیا۔ پہلے سنتا اس کی بات۔ پھر کرتا کوئی اور بات''

میں نے سنا تو وہ اعلان یہ کر رہا تھا کہ آج اتنے بجے کمپنی باغ میں حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا بیان ہوگا۔ وہاں ایک بہت بڑا میدان تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ وہاں کے اسکول، کالج کے لڑکوں کی چھٹی کا وقت تھا۔ خیر! میں بھی چلا گیا وہاں۔ دیکھا کہ تمام اسکول، کالج کے لڑکے جمع ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ اسٹیج کے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جیسے شیر بیٹھا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ان کو رعب دیا تھا اور ہاتھ میں کلہاڑی بھی ہوتی تھی۔ خیر ہم بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے، چونکہ اسکول کالج کے لڑکے تھے۔ اس لئے ان کو آسان زبان میں یعنی ان کی ذہنی سطح کے مطابق ''لا نبی بعدی '' کا مفہوم سمجھایا تو فرمایا کہ ''لا نبی بعدی '' ایسے ہی ہے جیسے ایک بہت بڑا مکان ہے، کوٹھی ہے۔ اس کے دروازے پر ایک آدمی پہرہ دے رہا ہے۔ نہایت ہی شریف اور سچا انسان ہے۔ تو اب آپ اس سے پوچھتے ہیں کہ بھئی اندر کون ہے؟ اس کوٹھی کے اندر کون ہے؟ تو جواب میں وہ کہتا ہے:

"No Man in the House" ''اس گھر کے اندر کوئی آدمی نہیں ہے۔''

تو سچا آدمی ہے۔ اس نے انسان کے وجود کی نفی کر دی۔ اب اگر تم دیکھو کہ کوئی چیز اندر سے نکل رہی ہے۔ تو یقینی بات ہے کہ اس نے تو یہی بات کہی تھی کہ انسان نہیں ہے۔ اب آنے والا کوئی گدھا ہوگا، کتا ہوگا، کوئی خنزیر ہوگا، کوئی جانور ہوگا۔ کوئی انسان تو نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس سچے آدمی نے کہہ دیا کہ:

"No Man in the House" اب ان اسکول کے لڑکوں کو یہ بات سمجھ میں آ گئی۔ یہی معنی ہے آپ ﷺ کے فرمان کا ''لا نبی بعدی '' میرے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

''کلموا الناس علی قدر عقولهم '' تو اب علماء کا یہ فرض ہے کہ ہمارے بڑے اگر تشریف لے

گئے ہیں اور ہر ایک کو جانا ہے تو اب ہمیں وہ کام کرنے ہیں جو انہوں نے کئے تھے۔ عوام الناس تک ان مسائل کو پہنچانا، ان کو سمجھانا، یہ ہمارا فرض ہے۔ ساتھ ساتھ اسی حدیث میں جو میں نے ابھی پڑھی ہے کہ ایک تو وہ آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور خوب خرچ کر رہا ہے اللہ کی راہ میں۔ فرمایا کہ ایک وہ آدمی ہے جس کے پاس مال نہیں ہے۔ غریب ہے۔ لیکن اس کا جذبہ یہ ہے کہ اے کاش! میرے پاس بھی اگر مال ہوتا تو میں بھی اسی طرح خرچ کرتا۔ فرمایا: اس کو اتنا ہی اجر ہے۔ جتنا خرچ کرنے والے کو۔

اسی طرح ایک مسلمان جو عالم نہیں ہے۔ لیکن اس کا جذبہ یہ ہے کہ یا اللہ! اگر میں عالم ہوتا میں بھی اسی طرح کام کرتا۔ تیرے دین کی خدمت کرتا تو اس کو اس نیت پر پورا پورا اجر ملے گا۔ ان شاء اللہ!

ہر مسلمان کو وہی اجر ملے گا جو ان حضرات کو ملتا ہے۔ بہرحال میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنے فریضے کو ادا کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ مجھ جیسے کمزور اور ناتواں کے کندھے پر ایک ذمہ داری ڈال دی گئی ہے جس کا میں اہل نہیں ہوں۔ پیرانہ سالی اور ضعف وکمزوری ہے۔ اس لئے آپ حضرات کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر کام لینا چاہے تو مردوں سے بھی کام لیتا ہے تو اس لئے میں آپ کی دعاؤں کا بہت زیادہ محتاج ہوں۔

(عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ نے آپ کو مرکزی امیر منتخب کیا ہے۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔)

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ جن کے دور امارت میں قادیانی مسئلہ حل ہوا اور پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ میں اس وقت مصر میں تھا۔ پی ایچ ڈی کر رہا تھا۔ چند دنوں کے بعد ہی میں چھٹیوں میں کراچی آ گیا۔ حضرت بنوریؒ کا یہ جذبہ تھا کہ پوری دنیا میں جہاں بھی قادیانی فتنہ ہے۔ وہاں تک پہنچایا جائے۔ وہاں کے علماء کو بتایا جائے کہ یہ قادیانیت کیا ہے؟ پاکستان میں اس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے؟ پارلیمنٹ میں بحث کے دوران ''ملت اسلامیہ کا موقف'' ایک کتاب اردو میں تیار کی گئی جس میں قادیانیوں کے عقائد اور امت مسلمہ کے خلاف جو ان کے عزائم تھے، درج ہیں۔ وہ پارلیمنٹ کے ہر ممبر کو پیش کی گئی تھی اور پوری کتاب اسمبلی میں پڑھ کر سنائی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کے تمام ممبرز کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص تو ایک شریف انسان بھی نہیں ہے۔ نبوت تو بڑی چیز ہے۔ حضرت بنوریؒ نے مجھے فرمایا کہ بھئی تم ایسا کرو کہ اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کرو۔ تاکہ علماء عرب کو پیش کیا جائے اور انہیں معلوم ہو کہ یہ کیا فتنہ ہے۔ اس کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے۔

آج بھی میں حیران ہوں کہ وہ حضرت بنوریؒ کی کرامت تھی کہ چند دنوں میں ترجمہ بھی ہو گیا۔ عربی میں کتاب چھپ بھی گئی۔ اس کے بعد سینکڑوں نسخے لے کر حضرت بنوریؒ عرب ممالک کے دورے پر تشریف لے گئے۔ حضرت بنوریؒ کے ساتھ میں اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی بھی تھے۔ پہلے حرمین شریفین میں حاضری ہوئی۔ وہاں علماء کرام سے ملے۔ ان کو وہ کتابیں دیں۔ وہاں سے پہلا قیام ہمارا مشرقی افریقہ نیروبی میں رہا۔ وہاں اطلاع ملی کہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب شدید بیمار ہیں۔ اس لئے مولانا محمد تقی عثمانی صاحب واپس کراچی آئے۔ اب حضرت

بنوریؒ کے ساتھ میں ہی ایک خادم رہ گیا۔ آپ جس جگہ بھی تشریف لے جاتے۔ وہاں پر علماء کرام کو جمع کرتے۔ ان کو قادیانی مسئلہ سمجھاتے۔ یہ کتابیں تقسیم ہوتیں۔ وہاں ایک مجلس بنا دیتے۔ چند لوگوں کو تیار کرتے کہ بھئی آپ نے یہ کام کرنا ہے۔

ایک لطیفہ بھی ہوا کہ نیروبی کے اندر قادیانیوں نے ایک نوجوان کو گمراہ کیا۔ وہ مقامی تھا۔ اس کے بعد قادیانیوں کی بدقسمتی کہ انہوں نے ایک پمفلٹ اپنی تبلیغ کے لئے مقامی زبان میں چھاپا اور اس کے سرورق پر مرزا کی تصویر چھاپ دی۔ وہی سکھوں والی پگڑی اور بھینگی آنکھوں والی۔ اس نوجوان نے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے قصے پڑھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ بھی کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ہر نبی اپنی قوم میں سب سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے قادیانیوں نے وہ پمفلٹ اس نوجوان کو بھی دے دیا کہ دیکھو یہ۔ اب اس نے لیتے ہی جب اس کی تصویر دیکھی تو غصہ میں زمین پر پٹخ دی کہ خبیثو! یہ پیغمبر ہے؟ توبہ کر کے پھر اسلام کی طرف لوٹا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے بزرگوں نے الحمدللہ! ختم نبوت کو مقصد بنایا اور وہاں مشرقی افریقہ کے کئی ملکوں میں حضرت بنوریؒ تشریف لے گئے۔ وہاں ان کے بیان ہوتے تھے۔ بلکہ بعض جگہ تو وہاں کی انتظامیہ نے باقاعدہ سرکاری طور پر اس کی نشر واشاعت کا اہتمام کیا۔ میں آپ حضرات سے کہنا چاہتا ہوں کہ جمعہ کے بیان میں تیاری کر کے ہمیں جانا چاہئے۔ ہمیں اپنی نسل کو اس فتنہ سے بچانا ہے۔ یہی بات پچھلے سال برمنگھم انگلینڈ میں جہاں ہماری سالانہ کانفرنس ہوتی ہے۔ وہاں میں نے عرض کی تھی کہ بھئی اگر کوئی قادیانی، مرزائی آپ کو گمراہ کرتا ہے۔ مذہبی بحث میں آپ کو الجھاتا ہے۔ دلائل سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا ہے۔ تو اس سے بانی مذہب کے کریکٹر پر بات کریں۔ لاجواب ہو کر فرار ہو جائے گا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے پاس ایک نوجوان آیا اور عرض کیا کہ حضرت! ہم فلاں محلے میں رہتے ہیں۔ ہمارے یہاں چھوٹا سا کھیل کا میدان ہے۔ ہم عصر کے بعد کھیلتے ہیں۔ ایک قادیانی آتا ہے۔ وہ ہمیں تبلیغ کرتا ہے۔ ہمیں کوئی جواب بتادیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ دیکھو اگر وہ قادیانی آئے اور تمہیں تبلیغ کرے تو تم کھڑے ہو کر صرف اتنا کہو کہ بھئی پہلے ہمارے ایک سوال کا جواب دو۔ یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اندھیری راتوں میں جو ایک اجنبی عورت سے ٹانگیں دبواتے تھے۔ اس عورت کا نام کیا ہے؟ چنانچہ دوسرے دن جب وہ آیا تو یہ نوجوان کھڑا ہو گیا۔ اس سے مخاطب ہوا کہ اے بھئی! پہلے ہمارے اس سوال کا جواب دو کہ وہ عورت جو رات کو مرزا قادیانی کی ٹانگیں دباتی تھی۔ اس کا نام کیا ہے؟ بس یہ سوال کرنا تھا کہ وہ وہاں سے بھاگا اور پھر کبھی اس نے شکل نہیں دکھائی۔

بہرحال! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے بزرگ جو ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی صلاحیتیں دی تھیں: ''کلموا الناس علی قدر عقولھم'' جیسے انسان ہیں۔ ویسی ان سے بات کریں۔ تاکہ ان کے دل میں اتر جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس فتنے سے ہماری اور پوری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

درسِ ختم نبوت ...... مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قسط نمبر:3　　　　ضبط وترتیب: مولانا غلام رسول دین پوری

کائنات کے کسی حصہ میں کوئی آدمی کھڑا ہو کر یہ نہ کہہ دے کہ حضور ﷺ کے بعد شریعت والا نبی تو نہیں آسکتا۔ بغیر شریعت والا کوئی نبی آسکتا ہے۔ رحمت عالم کی شفقتوں پہ قربان کہ اس کا بھی دروازہ آپ نے بند فرمادیا کہ میرے بعد تشریعی نبی بھی کوئی نہیں۔ میرے بعد غیر تشریعی نبی بھی کوئی نہیں۔ بھائی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے ایک بات عرض کئے دیتا ہوں۔ وہ دیکھو! آج رحمت عالم ﷺ تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ کے پہلو میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ تشریف رکھتے ہیں۔ دروازہ کھلا، سامنے سے آئے حضرت فاروق اعظمؓ "وبیدہ نسخة من التوراة" فاروق اعظمؓ کے پاس کتاب تورات کا ایک نسخہ تھا۔ آئے حضور ﷺ کی خدمت میں۔ سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ عرض کی کہ آقا! یہ تورات کا نسخہ ہے۔ حضور ﷺ کی مرضی، منشاء اور اجازت معلوم ہونے سے پہلے خوشی خوشی سے آلتی پالتی ماری سامنے، اور بیٹھ کر تلاوت شروع کردی۔ اتنی انہماک کے ساتھ تلاوت کررہے ہیں۔ بھائی! میں تعبیر اس کی یہ کرتا ہوں۔ سیدنا فاروق اعظمؓ تورات کی تلاوت کررہے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ محمد عربی کے چہرے کی تلاوت کررہے ہیں۔ مطالعہ ان کا بھی جاری۔ مطالعہ ان کا بھی جاری۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے جب دیکھا کہ حضرت فاروق اعظمؓ کا تورات کی تلاوت کرنا رحمت عالم ﷺ کو پسند نہیں تو حضرت صدیق اکبرؓ آگے ہوئے۔ ہاتھ اٹھایا اور فاروق اعظمؓ کے کندھے پر رکھا۔ پکڑ کر اسے ہلایا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اوپر دیکھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا: "افلا رایت وجه رسول الله ﷺ اما ترى وجه رسول الله ﷺ"

ایک روایت میں ہے: "ثكلتك امك يا عمرؓ" ایک روایت میں ہے: "ويحك يا عمر" اور یہ جملے ایسے ہیں، علماء جانتے ہیں کہ پوری امت میں سے صرف صدیق اکبرؓ ہی فاروق اعظمؓ کو کہہ سکتے ہیں اور کسی کو کہنے کی اجازت نہیں۔ فرمایا بھائی عمرؓ! کیا کرتے ہو؟ حضور ﷺ کے چہرے کو نہیں دیکھتے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضور ﷺ کے چہرے کو دیکھا۔ کتاب کو بند کیا۔ ہاتھ باندھے۔ متوجہ ہوئے اور تین جملے کہے۔ میرے بھائیو! خدا کی قسم، بے ساختہ قربان ہونے کو دل کرتا ہے۔ فاروق اعظمؓ کے اخلاص پر کہ نہ معلوم کس اخلاص کے ساتھ وہ تین جملے کہے کہ وہ سنتے ہی فرش پہ مصطفیٰ راضی ہوگئے۔ عرش پہ خدا راضی ہوگئے۔ فاروق اعظمؓ نے تین جملے کہے۔ "رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد نبيا" میں خشک ملا ہوں۔ تعویذ وغیرہ مجھے نہیں آتے۔ یہ تو حضرات علماء کرام سے آپ حضرات پوچھیں گے۔ میں تسبیح ودانے کا آدمی نہیں۔ حدیث کی بات ہے وہ ضرور عرض کئے دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو آدمی صبح کی نماز کے بعد یہ تین جملے کہہ لے اور شام تک فوت ہو جائے۔ شام کو کہے اور صبح تک فوت ہو جائے۔ مقصد یہ ہے کہ صبح وشام کہنے کی عادت ڈالو۔ جس دن مرنا ہے اس دن بھی اگر نصیب ہوگئے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے پڑھنے کی عادت ڈال لی، پڑھ کر فوت ہوا وہ اس حالت میں فوت

ہوگا کہ خدا بھی راضی ہوگا۔ مصطفیٰ بھی راضی ہوگا۔ (سبحان اللہ! حاضرین نے کہا) جملے مختصر ہیں: ’’رضیت باللہ ربا‘‘ جب حضرت فاروق اعظمؓ نے پڑھے یہ جملے۔ حضور ﷺ مسکرائے۔

میرے واجب الاحترام بھائیو! اب میں کیا عرض کروں۔ آپ دوستوں سے کہ نبوت کا مسکرانا کیا ہوتا ہے۔ نبوت مسکرائے تو جنت میں بہار آتی ہے۔ نبی کو غصہ ہو تو رب کے فرشتے بھی تھرتھر کانپنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ کی اس بات پر حضور ﷺ مسکرائے۔ آپ متوجہ ہوئے۔ فرمایا بھائی! تم تورات کی بات کرتے ہو۔ تورات نہیں۔ ’’لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی ‘‘تم تورات کی بات کرتے ہو تورات نہیں۔ آج صاحب تورات موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے ان کو بھی میری اتباع کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔ میرے بھائی توجہ کریں اس امر پر کہ حضور ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے سیدنا موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر اللہ کے پیغمبر اور رسول کی نبوت ورسالت نہیں چل سکتی تو کیا کسی اور کی چل سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ وہ صنعاء کا ہو یا یمامہ کا؟ ایران کا ہو یا قادیان کا؟ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا اگر موسیٰ علیہ السلام کی نبوت نہیں چل سکتی تو کسی اور جھوٹے کی کیسے چل سکتی ہے؟

بھائی! چھوڑیئے اس بات کو یہاں پر۔ میں ایک اور مسئلے کی طرف لے چلتا ہوں آپ دوستوں کو۔ وہ دیکھو نا معراج کی رات ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کھڑے ہیں۔ محمد عربی ﷺ کی انتظار ہو رہی ہے۔ رحمت عالم ﷺ تشریف لائے۔ سیدنا جبرئیل امین علیہ السلام نے حضور ﷺ کو پکڑا اور مصلّٰی پر کھڑا کیا۔ فرمایا: رحمت عالم! آپ نماز پڑھا دیں۔ ہم نے دیکھا ہے کتابوں میں لکھا ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں۔ اب ان نظروں کے ساتھ نہیں ان نظروں کے ساتھ ذرا دیکھو نا اس منظر کو، کہ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے نبی تھے آج محمد عربی ﷺ کے پیچھے کھڑے ہیں۔ سب معراج کی رات کھڑے ہیں۔ میرے بھائی! ہم نے مناظروں میں بارہا قادیانی کرم فرماؤں کو کہا کہ جتنے انسان تھے معراج کی رات اللہ نے سب کا اجلاس بلایا۔ محمد عربی ﷺ سے صدارت کرائی۔ اس میں غلام احمد کو تم دکھا دو۔ ہم مان لیں گے اور اگر وہ وہاں نہیں تو پھر یہاں بھی نہیں۔ ساری کائنات کے قادیانی مل جائیں ظاہر ہے کہ اس رات کو بھی تو غلام احمد کا ساتواں آٹھواں دادا پردادا بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ وہاں ہوتا تو خیر کیا تھا؟

میرے بھائی! میں اس سے علماء کی موجودگی میں ایک استدلال کرتا ہوں کہ آج معراج کی رات ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے رحمت عالم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ کے آپ کی اقتداء کر کے انبیاء نے اجماع منعقد کیا۔ اس بات پر کہ حضور ﷺ کے ہوتے ہوئے اب کسی اور کی نبوت نہیں چل سکتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے قیامت کی دس علامات، بعض روایات میں پندرہ علامات بیان فرمائی ہیں۔ قیامت کی کچھ علامات صغریٰ ہیں، کچھ کبریٰ ہیں۔ علامات کبریٰ پر ترمذی شریف کے اندر مستقل باب قائم کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے۔ اب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ حضرت سیدنا مہدی علیہ الرضوان مصلّے پر چڑھیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہیں گے تشریف لائیں۔ ’’تقدم وصل لنا‘‘

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ الرضوان کے کندھوں کو پکڑیں گے۔ مصلے پر کھڑا کریں گے۔ فرمائیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ الرضوان سے کہ مہدی! یہ نماز آپ پڑھائیں۔ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ حدیث میں تین قسم کے الفاظ آتے ہیں: ''تکرمة لھذہ الامة''، ''امامکم منکم'' اور ایک ہے ''قد اقیمت لک'' خلاصہ سب کا یہ ہے کہ مہدی علیہ الرضوان آپ نماز پڑھائیں۔ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ تاکہ دیکھ لے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی شریعت چلانے کے لئے نہیں آئے۔ محمد عربی ﷺ کے دین کی غلامی کرنے کے لئے آئے ہیں۔

میرے بھائی! سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر رسول اور نبی، اللہ کے عابد وزاہد مظلوم نبی، اگر حضور ﷺ کی نبوت کے ہوتے ہوئے ان کی نبوت نہیں چل سکتی تو مسیلمہ قادیان کی کیسے چل سکتی ہے؟ بھائی! میں یہاں ایک اور بات بھی عرض کئے دیتا ہوں جو فضائل کے ضمن میں ہے۔ وہ یہ کہ کل قیامت کے دن ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہ السلام موجود ہوں گے۔ ان تمام انبیاء علیہ السلام کی موجودگی میں حضور ﷺ فرماتے ہیں ہر نبی کے پاس جھنڈا ہوگا۔ اس کی امت اس کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ سب سے بلند وبالا جھنڈا محمد عربی ﷺ کا جھنڈا ہوگا۔ یہ اتنی روایات میں نے عرض کیں۔ میں نے آپ دوستوں کی خدمت میں حدیث کے حوالے سے، قرآن کے حوالے سے، ختم نبوت کے مسئلہ کو بیان کیا۔ اب میں آنا چاہتا ہوں لغت کی طرف۔ میرے بھائی! قرآن مجید میں ایک لفظ ہے: ''خاتم النبیین'' ''البتہ'' خ. ت. م'' کے مادہ کا لفظ قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ''ختامہ مسک''، ''نختم علیٰ افواھھم''، ''ختم اللہ علیٰ قلوبھم''، ''رحیق مختوم'' وغیر ذلک سات مقامات پر ''ختم'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ''الحمد'' سے لے کر ''والناس'' تک ساتوں مقامات کو آپ اٹھا کر دیکھ لیں۔ قرآن کا اسلوب بیان یہ ہے کہ ''ختم'' کہتے ہیں کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔ ایسے طور پر سربمہر کرنا۔ بند کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اس میں ڈالی نہ جاسکے۔ جو کچھ اس کے اندر ہے اسے نکالا نہ جاسکے۔ وہاں قرآن ''ختم'' کا لفظ استعمال کر رہا ہے۔ ساتوں مقامات پر۔ اب آپ آئیں دیکھیں نا ''ختم اللہ علیٰ قلوبھم'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے یہ جو مشہور ومعروف پانچ، سات آدمی تھے، ان کے متعلق قرآن نے کہا ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے۔ ان کے دلوں پر ہم نے بندش کر دی ہے۔ کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا۔ باہر سے ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوسکتا۔ وہاں پر ''ختم'' کا لفظ استعمال ہوا۔ اب آپ آئیں۔ ''خاتم النبیین'' کی طرف کہ اس کا بھی یہ معنی ہوگا کہ رحمت عالم ﷺ کی تشریف آوری پر اللہ نے نبوت کے سلسلے پر ایسے طور پر بندش کر دی کہ حضور کے بعد پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو سلسلۂ نبوت سے نکالا نہیں جاسکتا۔ حضور کے بعد کسی نئے آدمی کو سلسلۂ نبوت میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔ اس کو کہتے ہیں ''خاتم النبیین''

میرے بھائی! یہ تو تھا قرآن کے حوالے سے، حدیث نے بھی تو اس کا ترجمہ کیا ہے نا! فرمایا: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی''

''لا نبی بعدی'' کے ساتھ محمد عربی ﷺ نے اس کی تعبیر اور تشریح کی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

دیکھیں! اہل لغت ہیں، قدیم شعراء عرب ہیں، دنیا جہان کی قدیم لغت کی کتابیں موجود ہیں۔ ان سب کو دیکھیں۔ جہاں پر ختم کے کئی معنی آتے ہیں۔ یہ انگشتری کے معنی میں بھی آتا ہے۔ انگشتری کے نگینہ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ حلقے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ یہ ختم کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ لیکن میں ساری لغت کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اس بات پر کہ جب ''خاتم'' کا لفظ جمع کی طرف مضاف ہوگا۔ اس کا معنی سوائے آخری کے کائنات کی کسی لغت کی کتاب میں اور ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ لفظ ہے ''خاتم النبیین'' کا، اس کا معنی ہے آخری نبی۔ ''خاتم القوم'' قوم کا آخری، ''خاتم النبیین'' نبیوں کا آخری۔ لفظ ہو ''خاتم'' کا۔ مضاف ہو جمع کی طرف۔ اس کا معنی سوائے آخری کے کائنات کی کسی لغت کی کتاب میں اور کوئی ترجمہ نہیں ہوسکتا۔ دور کیوں جاتے ہو۔ چھوڑیئے دور کو۔ خود غلام احمد قادیانی کو میں لیتا ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ہے ''ازالہ اوہام'' اس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ''خاتم النبیین'' کا لفظ لکھ کر اس کا ترجمہ کیا۔ ''ختم کرنے والا نبیوں کا۔''

(دیکھئے ازالہ اوہام ص۴۳۱، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

اس کے علاوہ کئی مقامات پر مختلف کتابوں میں ''خاتم'' کا لفظ استعمال کیا اور ہر مقام پر اس کا معنی ''آخری'' سے کرتا ہے۔ جب تک خود کو نبی بننے کا شوق نہیں تھا تو یہی ترجمہ کرتا رہا۔ جب نبی بننے کا شوق دامن گیر ہوا تو پھر تحریک کے درپے ہوگیا۔ میں اس بات کو بھی چھوڑتا ہوں۔ دوسری بات عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک جگہ اپنی پیدائش کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں لکھا ہے۔ ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے خاتم الاولاد تھا۔''

(تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹)

میرے بھائی! میرے خیال میں یہ کائنات میں ایک نئے عجوبے کی دریافت ہے کہ کوئی آدمی اپنی پیدائش کے واقعہ کو لکھے کہ میں ایسے پیدا ہوا تھا۔ دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔ لیکن چھوڑ دیجئے اس بحث کو۔ مجھے نہیں ہے اس میں مغز خوری کرنے کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔ پہلے میری ماں کے پیٹ سے جنت بی بی نکلی پھر میں نکلا۔ قادیانی کرم فرماؤں کو کل یہ پروپیگنڈا نہیں کرنا چاہئے کہ مولوی صاحب نے منافرت کی بات کی۔ یہ نہ کہیں کہ اخلاق سے گری ہوئی بات کی۔ بھائی! تم میرے نبی کا نام لو میں تمہارا منہ چومنے کے لئے تیار! تم میرے نبی کی حدیث پڑھو میں گردن جھکانے کے لئے تیار۔ یہ میں تمہارے نبی کی حدیث کی تلاوت کر رہا ہوں۔ کتاب کا نام ہے ''تریاق القلوب'' خود اس میں لکھتا ہے کہ پہلے میری ماں کے پیٹ سے جنت بی بی نکلی پھر میں نکلا۔ یہ ''نکلی نکلا'' کے الفاظ کو بھی دیکھئے اور غلام احمد کے دعوے کو بھی دیکھئے۔ کہتا ہے کہ اللہ نے مجھے ''سلطان القلم'' بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ''سلطان القلم'' پیدائش کے واقعہ کو ''نکلی نکلا'' کے ساتھ تعبیر کر رہا ہے اور وہ بھی اپنی ماں کے متعلق تو پھر قلم کو تو دنیا میں سر پیٹ کے رہ جانا چاہئے۔

خیر! یہ میرا موضوع نہیں۔ میں اشارے کر رہا ہوں۔ کہتا ہے پہلے وہ نکلی پھر میں نکلا اور اس کے پاؤں کے

ساتھ میرا سر جڑا ہوا تھا۔ مجھے اس سے بھی بحث نہیں کہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ اس کا اپنا قضیہ ہے۔ اس کی ’’پرائیویٹ لائف‘‘ ہے۔ مجھے اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ آگے جو لفظ وہ استعمال کر رہا ہے وہ یہ ہیں کہ: ’’وہ نکلی میں نکلا۔‘‘ میری پیدائش ایسے طور پر ہوئی کہ میں اپنے والدین کے ہاں ’’خاتم الاولاد‘‘ ہوں۔ میری پیدائش کے بعد میرے والدین کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا نہیں ہوئے۔

بھائی! ’’خاتم النّبیین ‘‘ کے اندر ’’خاتم ‘‘ کا لفظ بھی جمع کی طرف مضاف ہے۔ ’’النّبیین ‘‘ جمع ہے۔ یہاں بھی ’’خاتم الاولاد ‘‘ میں ’’خاتم ‘‘ کا لفظ ’’اولاد ‘‘ جمع کی طرف مضاف ہے۔ غلام احمد قادیانی جو کہتا ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے ہاں ’’خاتم الاولاد ‘‘ تھا۔ میرے بعد لڑکی لڑکا، تندرست و بیمار، چھوٹا بڑا اور کوئی پیدا نہیں ہو سکا تو پھر ’’خاتم النّبیین ‘‘ کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ محمد عربی ﷺ کے بعد ظلی و بروزی، مستقل و غیر مستقل کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

میں نے قرآن کے حوالے عرض کئے، حدیث کی مثال دی۔ لغت کو پیش کیا۔ غلام احمد قادیانی کو پیش کیا اور امت کے عقیدے کی بات کرتا ہوں۔ چودہ سو سال سے آپ ﷺ کی امت کا ایک فرد بشر ایسا نہیں جو یہ کہتا ہو کہ حضور ﷺ کے بعد اور کوئی شخص نبی بن سکتا ہے۔ ایک آدمی پوری امت کے اندر قابل ذکر نہیں۔ پہلی صدی سے لے کر آج کی صدی تک چودہ سو سال ہوا چاہتے ہیں۔ (ساڑھے چودہ) آج تک امت کے اندر ایک فرد ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے یہ کہا ہو کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ہو سکتا ہے۔ ہاں! البتہ یہ تو ہوا کہ امت میں جب بھی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو امت نے اس کے مقابلے میں اک ہی صدا لگائی کہ حضور ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ امت مسلمہ کا حصہ نہیں۔ یہ ہماری ’’شرح فقہ اکبر ‘‘ کے اندر مسئلہ لکھا ہوا ہے: ’’ان دعویٰ النبوۃ بعد نبینا کفر بالاجماع ‘‘ کہ حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے۔ یہ اس گفتگو کے بعد مسیلمہ کذاب سے لے کر مسیلمہ قادیان تک اسلام کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد جب کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا امت نے انگڑائی لی۔ اس کے مقابلے میں کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا: ’’صاحب بہادر! تم اور تمہارے ماننے والے مسلمانوں کا حصہ نہیں اور دنیا کا کوئی قانون، دنیا کا کوئی اصول اس بات پر قدغن نہیں لگاتا۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ یہ آدمی ہم میں سے نہیں ہے۔ کون سا قانون ہے جو مجھے پابند کرے کہ نہیں تم اس بات کو تسلیم کرو۔ دور کیوں جاتے ہو۔ وہ دیکھو نا افریقہ کی ایک عدالت ہے وہاں پر ایک کیس پیش ہوا۔ ہمارے ایک بزرگ تھے ’’غیاث الدین‘‘ وہ ہمارے پاکستان کے ’’اٹارنی جنرل‘‘ رہے ہیں۔ وہ بھی اس میں گئے تھے۔ ریاض الحسن بھی، مولانا مفتی زین العابدین، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا عبدالرحیم، مولانا منظور احمد، علامہ خالد محمود، ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ۔ غرض ہماری بہت ساری دینی قیادت وہاں گئیں۔ ’’جوہانسبرگ‘‘ کی عدالت میں کیس تھا۔ چلتا رہا۔ وہاں پر کیس کرنے والے قادیانی تھے۔ لاہوری گروپ کیس کرنے والا تھا۔ جج عیسائی اور وہ بھی عورت اور وکیل قادیانیوں کا ایک یہودی تھا۔ یہودی وکیل ہے۔ جج عیسائی۔ کیس کرنے والے

قادیانی ہیں۔ سہ آتشہ ہوگیا کفر اسلام کے مقابلے میں۔ یہودی، عیسائی، قادیانی تینوں اکٹھے ہوکر کھڑے ہیں اور اس نے کیس یہ دائر کیا کہ جناب! میں قادیانی ہوں۔ مسلمانوں کی مسجد میں جاتا ہوں نماز پڑھنے کے لئے۔ مسلمان مجھے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ میں مرگیا تو کل کو مجھے اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ افریقہ کی بات کر رہا ہوں تو آپ مہربانی کرکے مسلمانوں کو پابند کریں کہ وہ مجھے اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی بھی اجازت دیں اور اپنے قبرستان میں دفن ہونے کی۔ تو جنوبی افریقہ کی عدالت میں کیس چلا۔ جب مقامی عدالت میں کیس چل رہا تھا تو وہاں پر ہمارے جسٹس ’’غیاث الدین‘‘ نے ایک حوالہ پیش کیا کہ غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے۔ ’’انجام آتھم‘‘ میں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔

(دیکھئے ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

جب یہ حوالہ پڑھا تو عیسائی جج نے فوراً انگڑائی لی۔ ہمارے وکیل کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے ہمارے وکیل کو کہا کہ صاحب بہادر! آپ یہ حوالہ پیش کرکے میرے جذبات کو مشتعل کر رہے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ میں مسیح ہوں، آپ میرے جذبات کو مشتعل کرکے فریق مخالف کے خلاف فیصلہ لینا چاہتے ہیں تو آپ کو حوالہ پیش کرنے اور بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ آپ کا دیا ہوا فوٹوسٹیٹ حوالہ میں نے واپس کردیا کہ یہ مقدمہ کے ساتھ فائل نہیں ہوگا۔ ہمارے وکیل نے عدالت اور وکیل سے کہا کہ صاحب بہادر! میں آپ کے جذبات کو مشتعل نہیں کر رہا۔ میں ایک مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء علیہم السلام کا طریقہ یہ چلا آیا ہے کہ: ’’ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی کی تصدیق کی۔ بعد میں آنے والے نبی کی خوشخبری دی۔‘‘ کسی سچے نبی نے کسی دوسرے سچے نبی کی تکذیب نہیں کی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد غلام احمد قادیانی اگر سچا ہوتا تو سچے نبی کی توہین کا ارتکاب نہ کرتا۔ غلام احمد کا مسیح علیہ السلام کی توہین کرنا یہ دلیل ہے۔ اس بات کی کہ غلام احمد خود سچا نہیں تھا۔ جج نے کہا: ہاں! میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ آپ نے بہت اچھا پوائنٹ اٹھایا۔ اس نے حوالہ فائل کردیا۔ اس نے فیصلہ لکھا کہ یہ مسلمانوں کے گھر کی بات ہے کہ کون کافر ہے؟ کون مسلمان؟ یہ ان کو وہاں سے فیصلہ لینا چاہئے! ہم مجاز نہیں اس بات کے کہ قادیانی مسلمان ہیں؟ یا کون ہیں؟ قادیانی جانیں ان کا کام جانے۔ ان کو قبرستان میں جانے اور میت دفن کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ قادیانیوں نے سوچا کہ یہ فیصلہ ہمارے خلاف ہوگیا۔ اب اگلی عدالت میں چلے گئے۔ جس وقت گئے، وہاں پر ہمارے وکیل پیش ہوئے۔ اب انہوں نے سابقہ سارے مواد کو دیکھنا تھا۔ دیکھ کر ’’جوہانسبرگ‘‘ کی ’’سپریم کورٹ‘‘ نے فیصلہ میں لکھا: ’’کہ ہم ماتحت عدالت کی اس بات کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ غیرمسلم عدالت کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ کون مسلمان؟ کون غیرمسلم؟ لیکن اگر مسلمانوں کی اکثریت یہ کہتی ہے کہ فلاں چند افراد ہمارا حصہ نہیں تو عدالت کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ ہم کہیں کہ بہ ضرور تم حصہ ہو۔ جب ساری دنیا کے مسلمان، رابطۂ عالم اسلامی کے، پاکستان کے، ہندوستان کے، پوری دنیا کے مسلمان اکثریت یہ کہتی ہے کہ قادیانی ہمارا حصہ نہیں تو عدالت کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ ہم کہیں: نہیں، ہمارا حصہ ہیں۔ ہم ان کی رائے کو احترام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قادیانی واقعتاً مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ کوئی

قادیانی مسلمان کی مسجد میں بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اور فوت ہونے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں ہوسکتا اور میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسا کیس ہے کہ جس پر عدالتی سطح پر بھی دنیا ہمارے ساتھ ہے کہ قادیانی افراد مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ آپ حضرات کے ملک میں خود عیسائی حضرات کا ایک ایسا طبقہ ہے اور شاید وہ آپ حضرات کے اس ہی علاقہ کے اندر پایا جاتا ہے وہ اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں۔ دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم مسیحی ہیں۔ لیکن مسیحی حضرات خود کہتے ہیں کہ تم ہمارا حصہ نہیں ہو۔"

میرے بھائی! آج آپ حضرات دیکھیں کہ ہمارے جتنے پادری صاحبان ہیں، پوپ صاحبان۔ ان کے لئے خاص قسم کی صلیب ایک قسم کی ڈیزائن کی گئی ہے۔ وہ اپنے گلے کے اندر لٹکاتے ہیں۔ کوئی غیر پادری (جو پادری نہ ہو) اگر وہ بھی مسیحی ایک دفعہ نہیں، سو جان سے وہ انجیل پر فدا ہو۔ وہ سیدنا مسیح علیہ السلام کے ترانے گاتا ہو، پکا ٹھکا سکہ بند خاندانی طور پر مسیحی ہو۔ لیکن اس کو اس ڈیزائن کی وہ صلیب استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ وہ شعار ہے صرف پادری کے۔ صرف پوپ کو پہنائی جائیں گی۔ میاں اگر یہ صلیب کا خاص نشان پادریوں کے لئے مخصوص ہے تو پھر ہمیں یہ کہنے کی اجازت بخشی جائے کہ کوئی غیر اس کو استعمال کرے گا تو فراڈ ہوگا۔ ہم بھی یہی کہنا چاہتے ہیں کہ محمد عربی ﷺ کے بعد اب اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا، اپنے آپ کو اسلام کے طور پر پیش کرے گا تو یہ فراڈ کے ضمن میں آئے گا۔ مسلمان وہی جو حضور سرور کائنات ﷺ کو خاتم النبیین مانے، اس کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ ایک دفعہ قادیانیوں کے ساتھ گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک قادیانی نے کہا کہ مولوی صاحب! میں نماز پڑھتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، حج کرتا ہوں، آپ ہمیں کافر کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا بھائی! آپ کو غلط فہمی ہوئی، کب ہم نے کہا کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے کافر ہوگئے۔ روزہ رکھنے کی وجہ سے تم کافر ہوگئے۔ نماز روزہ کی وجہ سے تو کوئی کافر نہیں ہوتا۔ غلام احمد قادیانی کو ماننے کی وجہ سے کافر ہوتا ہے۔ تم اس کا نام کیوں نہیں لیتے؟ حضور ﷺ کے بعد کسی شخص کو بطور نبی ماننے کی وجہ سے کافر ہوتا ہے۔ میں غلام احمد قادیانی کی وجہ سے تمہیں کافر کہہ رہا ہوں۔ تم نماز، روزہ کی بحث لے کر آئے۔ نماز روزہ کی تو یہاں بحث ہی نہیں۔

میرے واجب الاحترام بھائیو! میں استدعا کرتا ہوں آپ دوستوں سے کہ قادیانیت کسی مذہب اور عقیدے کا نام نہیں۔ قادیانیت براہ راست تصادم ہے محمد عربی ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ۔ آج غلام احمد قادیانی کو حضور سرور کائنات ﷺ کی مسند پر بٹھایا جارہا ہے اور میرے ماں باپ، روح وجسم، آل اولاد قربان! کہ قرآن مجید نے جو اعزاز اور اکرام رحمت عالم ﷺ کے لئے مختص کئے تھے ایک ایک کرکے قادیانی حضور ﷺ کے اعزازات کو مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے الاٹ کرتے جارہے ہیں۔ آج میں نے مولانا سے درخواست کی تھی کہ "تذکرہ" نامی کتاب ہے قادیانی کی، وہ منگوادی جائے۔ یہاں پر نہیں مل سکی۔ مجھے "لندن" نہیں جانا ہوا، ساتھ لے آتا۔ قرآن میں ہے: "وما ارسلناک الا رحمة للعالمین" غلام احمد قادیانی نے کہا کہ اللہ نے مجھے کہا ہے کہ تو "رحمۃ للعالمین" ہے۔ قرآن مجید میں ہے: "یٰس والقرآن الحکیم" غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔ میرے اوپر نازل ہوئی۔ مجھے اللہ نے کہا کہ مرزا تو "یٰس" ہے۔ قرآن مجید میں ہے: "محمد رسول اللہ

والذین معہ اشداء علی الکفار ’’مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے یہ آیت میرے اوپر اتری۔ اللہ نے مجھے مخاطب کر کے کہا ہے کہ مرزا ’’محمد بھی تو ہے، رسول اللہ بھی تو ہے۔‘‘ خدا کے بندو! اے امت محمدیہ کے افراد! یہاں پر رہنے والے میرے واجب الاحترام بھائیو! ہر چیز کی کوئی حد ہوا کرتی ہے۔ ایک آدمی اٹھتا ہے اور وہ بے رحمانہ طریقے پر رحمت عالم ﷺ کے تمام تر اعزازات کو، آپ کے بیج کو آپ ﷺ کی نشانیوں کو ایک ایک کو آپ ﷺ کے سینے مبارک سے اتار کر وہ اپنے سینے پر سجائے جاتا ہے اور ہم جواب میں کہتے ہیں کہ رواداری بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ رواداری کا درس دینے والی دنیا کبھی سوچے اس بات پر کہ میرے سر کی پگڑی کوئی اٹھائے گا تو میں تڑپ جاؤں گا۔ حضور سرور کائنات ﷺ ہی ایسے لاوارث ہیں کہ جو چاہے ان کے اعزازوں کو قادیان کا دھقان دشمن کے کہنے پر بے دریغ استعمال کرتا جائے اور کوئی اللہ کا بندہ اس پر صدائیں بلند کرے تو جواب میں کہا جائے کہ جی! رواداری بھی کوئی چیز ہوا کرتی ہے۔

بھائی! رواداری سر آنکھوں پر، ہر مسئلہ میں رواداری ہے۔ بھلے وہ قادیانیت کو قادیانیت کے نام پر پیش کرے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ساری دنیا کے اندر پیش کرے۔ علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ پر پیش کرے۔ وہ جانے اس کا رب جانے۔ وہ جانے اس کے ماننے والے جانیں۔ ہمیں اس سے کوئی اعتراض نہیں۔ مریخ پر چلے جائیں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہاں! قادیانیت کو اسلام کے نام پر اگر وہ پیش کریں گے، غلام احمد قادیانی کو اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے طور پر پیش کریں گے اور غلام احمد قادیانی کو دیکھنے والوں کو اگر صحابہ کے حوالے سے پیش کریں گے تو یہ بات وجہ اشتعال بھی ہے، وجہ پریشانی بھی اور اس پریشانی کا باعث قادیانی جماعت بن رہی ہے۔ آج کی مجلس میں قرآن کے حوالے سے، سنت رسول (ﷺ) کے حوالے سے، اجماع امت کے حوالے سے، تاریخ کے حوالے سے، میں نے اتنی باتیں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کیں۔ اب آپ میں سے کوئی دوست اس سلسلے میں کسی بھی قسم کا کوئی سوال کرنا چاہے تو میں حاضر ہوں: وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

تعزیتی اجتماع

جامعہ شمس العلوم کھرڑاہ اور جمعیت علماء اسلام یونٹ کھرڑاہ ضلع خیرپور میرس کی طرف سے ۲۷رفروری ۲۰۱۵ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی (نوراللہ مرقدہ) کی یاد میں تعزیتی ریفرنس منعقد کیا گیا۔ جس میں جامعہ کے تمام اساتذہ کرام حضرت مولانا عبدالحق پھل، حضرت مولانا عبدالرحمن پھل، حضرت مولانا عبدالشکور پھل، حضرت مولانا سعید احمد سومرو، حضرت مولانا نعمت اللہ پھل، حضرت مولانا آصف محمود پھل اور جے یو آئی کھرڑاہ کے عہدیداروں اور کارکنوں کی کثیر تعداد شریک تھی۔ پروگرام میں حضرت لدھیانویؒ کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور بلندی درجات کی دعائیں مانگی گئیں اور آخر میں اعلامیہ جاری کیا گیا کہ جب تک ہماری جانوں میں جان ہے آقا مدنی ﷺ کے گستاخوں سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ!

فتنہ غامدیت اور فتنہ قادیانیت

قسط نمبر:1

مولانا عبداللہ معتصم

اگر ہم تاریخ کے تناظر میں دیکھیں تو عباسی دور حکومت میں جب فلسفۂ یونان عربی زبان میں منتقل ہوا۔ اس کے ردعمل میں مسلمان دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک بڑی اکثریت نے تو اسے قرآن وسنت سے متصادم پا کر اس کے تار و پود بکھیر دیئے اور یکسر مسترد کر دیا۔ دوسرے گروہ نے اس کی معقولیت سے مرعوب ہو کر گھٹنے ٹیک دیئے۔ پہلا گروہ اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم ہوا اور دوسرے نے فرقہ معتزلہ کے نام سے شہرت پائی۔ معتزلہ نے عقل کو اصل قرار دے کر شریعت کو اس کے تابع کیا۔ کیونکہ یونانی فلسفہ کے اعتقادات وافکار اسلامی عقائد وافکار سے یکسر مختلف تھے اور ان کو فروغ دینے کے لئے ایک بہت بڑی رکاوٹ خود آپ ﷺ کی سنت تھی جو قرآن کی حتمی تعبیر کی شکل میں مسلمانوں کے پاس محفوظ اور ان میں رائج تھی۔ چنانچہ انہوں نے انکار سنت کی راہ اپنائی۔ نتیجے کے طور پر یونانی فلسفے کی روشنی میں جدید اصولوں کی بنیاد پر معتزلہ کا ایک نیا اسلام وجود میں آیا۔ جس کا کوئی تصور صحابہ کرامؓ اور ائمہ کرام کے دور میں موجود نہ تھا۔ خلافت عباسیہ کے دور میں حکومتی سرپرستی کی وجہ سے اس فرقہ کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ لیکن ائمہ کرام کی انتھک محنتوں اور بے مثال قربانیوں کی وجہ سے یہ فرقہ زیادہ عرصے تک چل نہ سکا۔ ایک تاریخی واقعے کی حیثیت سے کتابوں کے صفحات تک محدود رہ گیا۔

انیسویں صدی میں جب سائنس نے پاپائیت کے نرغے سے نکل کر عملی تفوق پایا تو اس کے اثرات عالمگیر سطح پر مرتب ہوئے۔ سائنس کامیابی کا معراج سمجھا جانے لگا۔ پہلے کی طرح اس بار بھی مسلمانوں کی طرف سے دو طرح کا طرزعمل سامنے آیا۔ ایک طرف راسخ اور پختہ فکر علماء تھے جنہوں نے واضح کیا کہ مذہب کی بنیاد وحی ہے۔ دنیا کی کوئی مسلمہ حقیقت وحی کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ ان حضرات میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے اسماء گرامی نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ اس کے مقابلے میں دوسرے گروہ نے اپنی مرعوبانہ ذہنیت کے مطابق سائنسی نظریات کو مسلمہ حقائق کا درجہ دے کر وحی کو ان کے مطابق ڈھالنے کی تدابیر شروع کر دی۔ اس گروہ کے سرخیل سر سید احمد خان اور خوشہ چینوں میں حمید الدین فراہی اور امین حسن اصلاحی سرفہرست ہیں۔ ان حضرات نے عربی لغت کے بل بوتے پر قرآن کو سمجھنا شروع کر دیا۔ ائمہ مجتہدین کے وہ تفاسیر اور تاویلات جو حدیث اور صاحب قرآن کے مزاج کو سامنے رکھ کر کی گئی تھیں۔ ان کو ائمہ کے ذاتی خیالات واجتہادات کہہ کر نظرانداز کر دیا۔ اپنی ضرورت اور چاہت کے مطابق قرآن کی تفسیر اور شریعت کی وضاحت شروع کی۔ امین حسن اصلاحی اور حمید الدین فراہی کا ایک خوشہ چیں ''محمد شفیق عرف کاکو شاہ ککے زئی'' تھا۔ جس کی گھٹی میں ہر دو حضرات نے انکار حدیث، تجدد پسندی، لغت پرستی اور شریعت کی من چاہی تعبیر کا سارا زہر انڈیلا تھا۔ اتنی لمبی تمہید ہم نے اسی مبارک شخصیت محمد شفیق عرف ککو شاہ ککے زئی کے تعارف کے لئے باندھی۔ یہ حضرت آج کل ''جاوید احمد غامدی''

کے نام سے مشہور ہیں۔ جن کا ٹی.وی چینلز اور سوشل میڈیا پر بڑا غلغلہ ہے۔ جن کی چرب زبانی، طلاقت لسانی اور الٹے سیدھے فلسفے سے متاثر ہوکر بہت سارے سادہ لوح مسلمان شریعت کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہوگئے۔ جو وضع قطع میں اسلامی شعائر سے عاری، نام نہاد روشن خیالی کے پرزور داعی، دینی اصولوں میں جدت وارتقاء کے نام پہ من چاہی تحریف کے قائل وفاعل اور دینی احکام کی عملی تعبیر کو انتہاء پسندی اور دقیانوسیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ محمد شفیق ''گکو شاہ گگے زئی'' سے جاوید احمد غامدی کیسے بنے، یہ ایک قضیہ پر پیچ ہے۔ ہم اس سے بحث نہیں کرنا چاہتے۔ سردست ہم غامدی صاحب کے عقائد ونظریات کا مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔ غامدیت اور قادیانیت کے درمیان غیر معمولی مشابہت ومماثلت پر روشنی ڈالتے ہیں اور غامدی صاحب کی ہر مسئلہ میں الگ اور انوکھی رائے کن عزائم کے پیش خیمہ ہے، اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود بے بہبود کے ہاتھوں محفوظ، صحیح وسالم بچا کر اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا ہے۔ اب تک زندہ ہیں۔ قیامت کے قریب آسمان سے ان کا نزول ہوگا اور دجال کو قتل کریں گے۔ دور نبوت سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک سوائے چند معتزلہ اور فلاسفہ کے کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار نہیں کیا۔ تیرھویں صدی میں کچھ ملحدانہ ذہن رکھنے والوں کی اکا دکا آوازیں سننے کو ملیں۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور نزول سے انکار کیا اور جن احادیث مبارکہ میں رفع ونزول کا تذکرہ تھا۔ ان کو بہ یک جنبش قلم اسرائیلیات اور ناقابل قبول قرار دے کر رد کر دیا۔ ان میں مصر کے شیخ محمد عبدہ، ان کے شاگرد علامہ رشید رضا، شیخ محمد شلوت اور مسیلمۂ ہند مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نمایاں نظر آتے ہیں۔ مصر کے علماء حق نے ان عقل پرستوں اور فلسفے کے دلدادہ حضرات کی خوب خوب خبر لی۔ بڑی شدومد کے ساتھ ان کا رد کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ۱۸۹۱ء تک یعنی تقریباً ۵۲ سال تک وہی تھا جو امت مسلمہ کا ہے۔ ۱۸۹۱ء کے بعد اس نے رفع ونزول عیسیٰ کا انکار کیا اور خود عیسیٰ بن چراغ بی بی بن بیٹھا۔ ۱۸۹۱ء سے پہلے کی تحریر ملاحظہ ہو: ''حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔'' بعد میں مرزا قادیانی کا کیا عقیدہ تھا ان کے جانشین مرزا محمود لکھتا ہے: ''حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے پہلے خود مسیح کے آسمان سے آنے کا عقیدہ ظاہر فرمایا اور بعد کی تحریروں میں لکھا کہ یہ شرک ہے۔'' (حقیقت النبوۃ:۵۳)

جاوید احمد غامدی بھی رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کے منکر ہیں اور اس میں تردد اور تامل ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے بارے میں نہ صرف یہ کہ قرآن بالکل خاموش ہے۔ بلکہ اس سے جو قرائن سامنے آتے ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے بارے میں کچھ سوالات ضرور ذہن میں پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ قرآن نے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے اٹھائے جانے کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین کے قیامت تک یہود پر غلبے کی پیشین گوئی بھی کی ہے۔ یہ نہایت موزوں موقع تھا کہ آپ کی آمد ثانی کا تذکرہ کر دیا جاتا اور اس غلبے کی پیشین گوئی بھی کر دی جاتی۔ جس کا ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے حوالے سے روایات میں ہوا ہے...... پھر حدیث کی سب سے پہلے مرتب ہونے والی کتاب موطا امام مالک میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی سے متعلق کوئی روایت موجود نہیں۔ یہ چیز بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ایک روایت میں البتہ نبی ﷺ کا خواب بیان ہوا ہے جس میں آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ ہمیں یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں یہی مضمون بڑھتے بڑھتے حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی میں تو نہیں بدل گیا۔'' (ماہنامہ اشراق جنوری ۱۹۹۶ء)

دوسری جگہ خامہ فرسائی کی ہے۔''سیدنا مسیح علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ قرآن مجید سے میں سمجھ سکا ہوں۔ وہ یہ ہیں کہ ان کی روح قبض کی گئی اور اس کے فوراً بعد ان کا جسد مبارک اٹھالیا گیا تھا تا کہ یہود اس کی بے حرمتی نہ کریں۔'' (ماہنامہ اشراق، اپریل ۱۹۹۵ء)

اپنی کتاب ''میزان'' جو بقول ان کے ''ربع صدی کے مطالعہ وتحقیق کے بعد لکھی ہے۔'' میں نزول کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ ایک جلیل القدر پیغمبر کے زندہ آسمان سے نازل ہو جانے کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ لیکن موقع بیان کے باوجود اس واقع کی طرف کوئی ادنیٰ اشارہ بھی قرآن کے بین الدفتین کسی جگہ مذکور نہیں ہے۔ علم وعقل اسی خاموشی پر مطمئن نہیں ہو سکتے۔ اسے باور کرنا آسان نہیں۔ (میزان ص ۱۷۸)

غامدی صاحب کے ان ملفوظات سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی کہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن خاموش ہے۔ دوسری جو چیز قرآن میں نہ ہو وہ بھلے حدیث اور اجماع سے ثابت ہو لیکن قابل اعتبار نہیں۔ اس لئے کہ غامدی صاحب کے نزدیک حدیث دین کا حصہ نہیں۔ غامدی صاحب کی دونوں باتیں بے بنیاد اور غلط ہیں۔ کیونکہ قرآن میں واضح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا تذکرہ موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما (نساء:۱۵۷، ۱۵۸)''

چونکہ قرآن کریم یہود ونصاریٰ میں حکم اور قول فیصل ہو کر نازل ہوا ہے۔ لہٰذا اس آیت میں یہود ونصاریٰ کے باہمی اختلاف میں فیصلہ فرماتا ہے۔ یہود کا قول ہے:''انا قتلنا المسيح '' کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کیا اور نصاریٰ کہتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ لیکن رفع میں دو فریق تھے۔ ایک فریق کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی پر قتل کئے گئے اور تمام امت کی جانب سے کفارہ ہوگئے۔ پھر تین دن بعد زندہ کر کے آسمانوں پر اٹھالئے گئے۔ قیامت میں نازل ہوں گے۔ دوسرا فریق کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے ہاتھوں سے محفوظ، صحیح وسالم بچا کر آسمانوں پر زندہ اٹھالیا گیا اور دوسرا شخص ان کی جگہ مصلوب ہوا۔ پھر قیامت میں نازل ہوں گے۔

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح ابن تيميه)

اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ میں فیصلہ فرماتا ہے: ''وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ ''یعنی قائلین قتل غلطی پر ہیں۔ ان کو کچھ علم نہیں۔ محض تخمینہ اور اٹکل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ کے جس فریق کا قول قتل کا تھا۔ دونوں کو بالکل غلط فرما کر ان کی نفی کر دی۔ آیت کریمہ میں لفظ ''بل'' آیا ہے جو ترقی کے لئے آتا ہے۔ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کے رفع کے تو قائل تھے۔ رفع جسمانی کے منکر تھے۔ رفع روحانی کے عقیدہ کو اللہ تعالیٰ نے ''ما قتلوہ ما صلبوہ'' کہہ کر رد فرمایا۔ ''بل رفعہ اللہ'' سے واقعہ کی تحقیق اور منشاء غلطی کا بیان ہے۔ یعنی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے غائب ہو جانے سے غلطی میں پڑ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کے قتل کی نفی کی۔ پھر ''بل'' کے ساتھ ''علیٰ سبیل الترقی'' ان کا رفع جسمانی بیان کیا۔ اس آیت سے رفع ونزول مسیح تقریباً سات طرق سے ثابت ہوتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر اس پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ (نساء: ۵۹، زخرف: ۶۱، مائدہ: ۱۱۰، آل عمران: ۴۵، آل عمران: ۵۵، مائدہ: ۱۱۶، ۱۱۷) سے بھی یہی مضمون ثابت ہوتا ہے۔ صحیح احادیث جو کہ ایک درجن صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں اور جن کو تلقی بالقبول کی وجہ سے تواتر کا درجہ حاصل ہے، بھی رفع ونزول کے مسئلے کو مبرہن کرتی ہیں۔ صرف ایک حدیث ملاحظہ ہو۔

''عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیہ ویفیض المال حتیٰ لا یقبلہ احد حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیراً من الدنیا وما فیہا'' ﴿حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عنقریب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کے طور پر نازل ہوں گے۔ وہ صلیب توڑ دیں گے۔ خنزیر کو مار ڈالیں گے۔ جزیہ کو ختم کر دیں گے۔ مال کی اتنی ریل پیل ہوگی کہ اسے لینے والا کوئی نہ ہوگا۔ ایک سجدہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہوگا۔﴾ (صحیح بخاری رقم: ۳۴۴۸، صحیح مسلم رقم: ۳۸۹، ترمذی رقم: ۲۲۳۳)

اس مسئلہ پر خلفاء اربعہ اور صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھالئے گئے ہیں۔ پھر دوبارہ تشریف لا کر دجال کو قتل کریں گے۔ اس میں کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا۔

(مشکوٰۃ ص۴۷۹، باب قصہ ابن صیاد، شرح السنہ ج۷ ص۴۵۴)

غامدی صاحب موجودہ تورات، زبور اور چاروں انجیلوں کو بالکل برحق قابل اعتبار اور قابل حجت واستدلال سمجھتے ہیں۔ اس کے نزدیک یہ سب خدا کی کتابیں **(Words of Allah)** ہیں۔ (میزان: ۱۵۱)

حالانکہ اہل اسلام کا عقیدہ ان کے بارے میں یہ ہے کہ سابقہ تمام الہامی کتابیں اپنے اپنے زمانے میں خاص قوموں کے لئے ہدایت تھیں۔ پھر یہ محفوظ نہیں رہیں۔ نزول قرآن سے قبل ہی دنیا سے ناپید ہو چکی تھیں۔ اب روئے زمین پر صرف اور صرف قرآن مجید ہی اللہ کا کلام ہے جو محفوظ بھی ہے اور پوری انسانیت کے لئے ہدایت وراہنما بھی۔ اب جب کہ غامدی صاحب انجیل کو اللہ کا کلام، قابل حجت مانتا ہے تو اس کو چاہئے کہ پھر رفع ونزول مسیح کا عقیدہ بھی مانے اس لئے کہ انجیل سے بھی یہی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

’’اور یہ کہہ کر ان کے دیکھتے ہوئے اوپر اٹھا یا گیا اور بدلی نے اسے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان کی نظروں سے چھپالیا اور وہ اس کو آسمان پر جاتے ہوئے تاک رہے ہی تھے کہ دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور بولے اے جلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یہی یسوع تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے اسی طرح واپس آئے گا۔‘‘

(انجیل اعمال باب:۱، آیات:۹ تا ۱۲)

انجیل یوحنا میں ہے: ’’تم سن چکے ہو کہ میں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے تم کو کہا کہ میں جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔‘‘ (انجیل یوحنا باب:۱۴، آیت:۲۸)

دوسری موافقت

جمہور مسلمانان عالم کا از روئے احادیث متواترہ یہ عقیدہ ہے کہ قرب قیامت کے زمانے میں حضرت مہدی علیہ الرضوان تشریف لائیں گے۔ وہ خانوادہ سادات کے چشم وچراغ ہوں گے۔ نام محمد، والد کا نام عبداللہ اور والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیر امارت دجال کے خلاف جہاد کریں گے۔

مرزائیوں اور جاوید غامدی کا عقیدہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ مرزائی تو کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود مسیح بھی تھا اور مہدی بھی۔ یعنی ان کے نزدیک مہدی مرزا قادیانی کی شکل میں آ چکا ہے۔

جاوید احمد غامدی صاحب کہتے ہیں: ’’مہدی محض ایک افسانہ ہے جو مسلمانوں کے مابین رائج کر دیا گیا اور اب امت مسلمہ اس انتظار میں بیٹھی ہے کہ کوئی مہدی آئے گا اور ایک مرتبہ پھر ان کی خلافت دنیا میں قائم کر دے گا۔ قرآن مجید میں نزول مہدی کے بارے میں اشارۃً بھی کوئی ذکر نہیں۔ اسی طرح صحیح حدیثیں بھی اس تذکرے سے یکسر خالی ہیں۔ البتہ بعض دوسرے درجے کی ایسی روایات ملتی ہیں جن میں قیامت کے قریب اس طرح کی ایک شخصیت کے پیدا ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن ان میں ایسی باتیں کہی گئی ہیں جو نہ علمی لحاظ سے درست ہو سکتی ہیں نہ عقلی لحاظ سے۔ میرا رجحان اس معاملے میں یہ ہے کہ یہ روایتیں درحقیقت اگر کچھ تھیں بھی تو سیدنا عمر بن العزیز کے بارے میں تھیں۔ ان کے زمانے کے لوگوں نے اس کا مصداق پالیا اور وہ تاریخ میں اپنا کام مکمل کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے۔‘‘ (ماہنامہ اشراق اکتوبر ۲۰۰۹ء)

غامدی صاحب، خدا جانے کیسے اتنی بڑی بات کہہ گئے کہ صحیح احادیث امام مہدی کے تذکرے سے یکسر خالی ہیں۔ اس لئے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کا آنا تو متواتر احادیث سے ثابت ہیں۔ صرف دو حدیثیں ملاحظہ ہوں: ’’عن ام سلمةؓ قالت: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول المهدی من عترتی من ولد فاطمه

(ابوداؤد ج۲ ص ۱۳۱، ابن ماجه ص ۳۰۰، باب خروج المهدی)‘‘

﴿حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میرے خاندان سے ہوگا یعنی اولاد فاطمہ سے۔﴾

’’عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ: سیخرج من صلبه رجل یسمّی باسم نبیکم یشبه

فی الخلق ولا یشبہ فی الخلق ثم ذکر یملأ الارض عدلاً (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۱، کتاب المھدی، مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ)''

﴿حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی صلب سے ایک شخص نکلے گا جو آپ ﷺ ہی کے نام سے موسوم ہوگا اور اخلاق میں آپ ﷺ کے مشابہ۔ مگر خلقت میں نہیں ہوگا۔ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا۔﴾

امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق وارد احادیث کے بارے میں امام شوکانیؒ فرماتے ہیں: ''فتقرر ان الاحادیث الواردۃ فی المھدی المنتظر متواترۃ'' (عقیدہ اہل السنۃ فی المھدی المنتظر)

غامدی صاحب نے یہ جو گل افشانی کی ہے کہ میرا رجحان یہ ہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کی روایات حضرت عمر بن العزیزؒ کے بارے میں ہے، بالکل غیر معقول بات ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضور ﷺ کے خاندان میں سے ہوں گے اور حضرت عمر بن العزیزؒ تو بنی امیہ میں سے تھے۔ وہ ان احادیث کا مصداق کیسے ہو سکتے ہیں؟۔ جاری ہے!

ختم نبوت کانفرنس ضلع کرک

۲۳؍مارچ ۲۰۱۵ء کو بروز پیر دوپہر عیدگاہ ضلع کرک میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس ضلعی امیر مولانا حافظ محمود الرحمان حقانی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تقریباً پانچ ہزار سے زائد شرکاء نے شرکت فرمائی۔ باقاعدہ آغاز دوپہر ایک بجے کیا گیا۔ ضلعی ناظم تبلیغ مولانا کرامت اللہ نے استقبالیہ پیش کیا اور کانفرنس کے اغراض ومقاصد بیان کئے۔ پہلا بیان خیبر پختونخواہ کے مبلغ مولانا عابد کمال نے فرمایا۔ ان کے بعد مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اظہار خیال فرمایا۔ حافظ فضل امین نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس کا اختتامی خطاب صوبائی امیر مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے کیا۔ مفتی صاحب نے اپنے بیان میں قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ اور قادیانیت کے حوالے سے شعور وآگہی کی مہم پر زور دیا۔ کانفرنس کے انتظامات مولانا سیف الاسلام ناظم نشر واشاعت ضلع کرک نے کئے تھے۔

مولانا قاضی احسان کا دورہ کوہاٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے ضلع کوہاٹ کا دوروزہ تبلیغی دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ صوبائی امیر مفتی شہاب الدین پوپلزئی اور مولانا عابد کمال بھی تھے۔ کوہاٹ کے مقامی کارکن مولانا مجاہدین نے ان حضرات کے پروگرام مختلف مقامات پر ترتیب دیئے تھے۔ اس تبلیغی دورہ کو کامیاب بنانے کے لئے جناب محمد علی، محمد آصف، محمد عاطف، محمد وسیم، شامی صاحب، محمد مزمل، محمد فرمان، محمد نعمان، محمد خالد، محمد قاسم اور حاجی انصار گل صاحب نے تگ ودو کی۔ اللہ ان حضرات کی مساعی کو قبول فرمائے۔

حضرت مولانا قاری خلیل احمدؒ

مولانا اللہ وسایا

مولانا قاری خلیل احمد بندھانی سکھر میں ۲۴ فروری ۲۰۱۵ء کو وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا خلیل احمدؒ جناب قاری رحیم بخش صاحب کے ہاں ۲۰ جنوری ۱۹۴۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ قاری خلیل احمدؒ کے دادا حاجی وزیر خان جودھپور راجستھان کے علاقہ سے دہلی آ کر آباد ہوئے تھے۔ یہ راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ راجپوت برادری کے وہ کڑیل بہادر نوجوان جو سیلاب کے موقعہ پر بڑی مہارت اور چابکدستی سے بند باندھتے تھے۔ وہ آگے چل کر بندھانی کہلائے۔ ورنہ اصل میں یہ راجپوت برادری ہی ہے۔

پاکستان بننے کے بعد ان کا خاندان دہلی سے سکھر آ کر آباد ہوا۔ قاری خلیل احمد نے اپنے والد گرامی قاری رحیم بخش سے ناظرہ قرآن مجید پڑھا۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ اشرفیہ سکھر میں داخلہ لیا۔ فارسی کی کتابیں مولانا محمد احمد تھانویؒ بانی جامعہ سے پڑھیں۔ صرف ونحو کی تعلیم یہیں اشرفیہ میں ہی مولانا عبدالحلیم صاحب سے حاصل کی۔ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب سے آپ کے خاندان کے دیگر حضرات کی طرح آپ کے والد قاری رحیم بخش صاحب کے بھی بہت اچھے تعلقات تھے۔ اسی تعلق پر ۱۹۶۱ء میں جا کر تعلیم القرآن راولپنڈی میں داخلہ لیا۔ جہاں آپ نے مولانا عبدالہادی، مولانا عبدالرشید ہزاروی، مولانا غلام مصطفیٰ مرجانی ایسے حضرات سے تین سال اکتساب علم کیا۔ تلہ گنگ کے معروف قاری محمد افضل صاحب سے یہیں راولپنڈی میں قرأت کی تعلیم حاصل کی۔ ۶۵/۱۹۶۴ء میں ضلع اٹک گاؤں مرجان میں عربی ادب کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۶۶ء میں جامعہ عربیہ چنیوٹ میں معروف عالم ومناظر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ہاں فاضل عربی کی تیاری کے لئے کچھ عرصہ پڑھتے رہے۔

۱۹۶۷ء میں جامعہ قاسم العلوم فقیروالی میں ضلع اٹک کے نامور بزرگ عالم دین اور معروف استاذ الاساتذہ مولانا عبدالقدیر صاحب کے ہاں درجہ مشکوٰۃ کی تعلیم حاصل کی اور پھر ۱۹۶۸ء میں دورۂ حدیث شریف جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی سے کیا۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی ولی حسن، مولانا محمد ادریس میرٹھی، مولانا فضل محمد سواتی، مولانا سید مصباح اللہ شاہ، مولانا بدیع الزمان ایسے یگانہ روزگار حضرات سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ اسی سال حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مصر سے فراغت حاصل کر کے آئے تو تقریب الراوی اور العمر ات و دیگر کتابیں آپ سے پڑھیں۔

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کے صاحبزادہ مولانا قاضی احسان الحق بھی آپ کے ہم سبق تھے اور یہ ایسی جوڑی تھی جو ہدایت النحو سے دورۂ حدیث شریف تک ساتھ رہی۔ جہاں گئے ایک ساتھ گئے۔ ایک ساتھ پڑھے اور ایک ساتھ فراغت حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف سے فراغت کے بعد دورہ تفسیر حضرت شیخ القرآن کے پاس

کیا۔اگلے تعلیمی سال کے آغاز میں مولانا قاضی احسان الحق اور مولانا قاری خلیل احمدؒ ایک ساتھ دارالعلوم تعلیم القرآن میں مدرس مقرر ہوگئے۔دنیا جانتی ہے کہ حضرت شیخ القرآن کا آبائی ضلع اٹک تھا۔وہاں مرکزی جامع مسجد کی خطابت کی جگہ فارغ ہوئی۔۱۹۷۳ء میں حضرت قاری خلیل احمدؒ کو اٹک کی مرکزی جامع مسجد کا حضرت شیخ القرآن نے خطیب بنادیا۔مولانا قاری خلیل احمدؒ یہاں پر خطیب تھے۔تو تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء چلی جس میں آپ نے قائدانہ کردارادا کیا۔اس زمانہ میں اٹک میں جناب محمد عابد حسین صدیقی صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں فعال تھے۔جب کہ قاری خلیل احمدؒ نے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت اٹک کی قیادت کے فرائض سرانجام دیئے۔حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی کی سرپرستی سے اتحاد بین المسلمین کی ایسی فضاء قائم ہوئی کہ چاروں مسالک اس تحریک میں بنیان مرصوص کی طرح یکجا نظر آنے لگے۔۱۹۷۵ء میں مولانا قاری خلیل احمدؒ کے والد گرامی کا وصال ہوگیا تو پھر گھریلو ذمہ داریوں کے باعث حضرت شیخ القرآن کے حکم پر اٹک سے سکھر منتقل ہوگئے۔

حضرت قاری صاحب کے والد صاحب مرحوم کی تعزیت کے لئے مولانا قاری خلیل احمدؒ کے گھر حضرت مولانا محمد احمد تھانویؒ بانی جامعہ اشرفیہ تشریف لائے تو اپنے شاگرد قاری خلیل احمد سے فرمایا کہ میاں تم نے سکھر سے باہر بہت دین کی خدمت کرلی ہے۔سکھر کا بھی آپ پر حق ہے۔آپ یہاں خطابت اور جامعہ اشرفیہ میں ہی تدریس کریں۔چنانچہ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کی اجازت،مولانا محمد احمد تھانوی کے انتخاب لاجواب سے ایسی مقبولیت کے آثار ظاہر ہوئے کہ چالیس سال بعد یہیں سے آپ کا جنازہ اٹھا۔

مولانا محمد احمد تھانوی کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد اسعد تھانوی کو جامعہ اشرفیہ کا ناظم اعلیٰ مقرر کردیا۔مولانا قاری خلیل احمد صاحب نے جامعہ اشرفیہ کی نظامت،جامع مسجد بندرروڈ کی امامت وخطابت،شعبان ورمضان شریف میں دورہ تفسیر کی کلاس ایسے اہم شعبوں کو ایسے کامیاب طور پر چلایا کہ پورا شہر عش عش کراٹھا۔آپ بیک وقت خطیب،مدرس،شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر اور خادم دین تھے۔مولانا قاری خلیل احمدؒ اٹک میں ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت فرماتے رہے۔سکھر تشریف لائے تو اس تعلق کو نہ صرف بحال رکھا بلکہ اور مستحکم کیا۔سکھر عالمی مجلس کے ناظم اعلیٰ رہے اور پھر الحاج فرزند علی کی وفات کے بعد مرکزی مجلس شوریٰ کے ممبر بنے۔تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء میں آپ نے مثالی کردارادا کیا۔جرات وبہادری اور ہر دلعزیزی کی وہ روایات قائم کیں جو آپ کی شخصیت کی پہچان کا روپ دھار گئیں۔مولانا قاری خلیل احمدؒ کی دعوت پر جامعہ اشرفیہ سکھر،مولانا محمد عبداللہ درخواستی،مولانا مفتی محمود،مولانا شمس الحق افغانی،مولانا غلام غوث ہزاروی،مولانا مفتی محمد شفیع،مولانا تقی عثمانی،مولانا احتشام الحق تھانوی،مولانا محمد علی جالندھری،مولانا غلام اللہ خان،مولانا عبدالشکور دین پوری،مولانا ضیاء القاسمی،ایسے اکابر علماء یہاں تشریف لاتے رہے۔

مولانا قاری خلیل احمدؒ سے سکھر کے ہر خورد وکلاں نے محبت واحترام کا رشتہ جوڑا ہوا تھا۔مولانا قاری خلیل

احمدؒ ہر سال ختم نبوت کانفرنس چناب نگر پر تشریف لایا کرتے تھے۔ ظہر کے بعد پہلے دن آپ کا آخری سے پہلا بیان ہوتا تھا۔ آپ جمعرات کو صبح تشریف لاتے۔ اسی دن شام واپسی کرکے جمعہ سکھر جا پڑھاتے۔ تمام تر سفر کی زحمت کے باوجود بڑی استقامت کے ساتھ اس روایت کو قائم رکھا۔ خوب یاد ہے کہ ایک سال برطانیہ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں آپ نے ایسا مثالی خطاب کیا کہ تمام خطباء کی خطابت ماند پڑ گئی۔ حق تعالیٰ نے آپ کو خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے دست و بازو تھے۔ ہر سال بلاناغہ سالانہ مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں تشریف لاتے تھے۔ اپنی مسکراہٹوں اور دلاویز شخصیت سے پورے ماحول کو خوشگوار بنائے رکھتے تھے۔

اس سال حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کا وصال ہوا تو بہت دل گرفتہ تھے۔ حضرت لدھیانویؒ نے وصال سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس طلب کر رکھا تھا کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی مقرر کردہ تاریخ پر حسب پروگرام مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔

مرکزی مجلس شوریٰ نے بالاتفاق حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی امیر منتخب کیا تو قاری خلیل احمد بار بار عشق و مستی میں جھوم جھوم کر فرماتے تھے کہ میرے استاذ حضرت ڈاکٹر صاحب عالمی مجلس کے امیر بن گئے۔ یہ حضرت قاری صاحب مرحوم کی اساتذہ کرام کے ساتھ بھرپور محبت کی وہ انمٹ ادا تھی جو بھلائی نہیں جاسکتی۔

مولانا قاری خلیل احمدؒ حضرت شیخ القرآن کے نامور شاگرد تھے اور پھر رشتہ داری بھی ہوگئی کہ مولانا حضرت شیخ القرآن کی پوتی اور مولانا قاضی احسان الحق کی صاحبزادی قاری خلیل احمد کی بہو بنیں۔ اس تعلق کے باعث وہ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے حلقہ اور حضرت شیخ القرآن کے متوسلین میں یکساں مقبول تھے۔ مگر فقیر راقم گواہ ہے کہ میں نے قاری خلیل احمد کو آپ ﷺ کے روضہ اقدس پر جالیوں کے سامنے بلکتے سسکتے بچوں کی طرح گریہ کرتے دیکھا ہے اور فقیر راقم سے خود حرم مدینہ مسجد نبویؐ میں قاری خلیل احمد نے فرمایا کہ میرے حضرت شیخ القرآن بھی اس طرح روضہ اقدس پر والہانہ اور وارفتگی کے عالم میں صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے۔ اس پر انہوں نے مدینہ طیبہ کے بہت دوستوں کے نام بھی بتائے جو اس واقعہ کے عینی گواہ تھے۔

غرض قاری خلیل احمد ہوں یا حضرت شیخ القرآن دونوں حضرات جہاں عقیدہ توحید کے علمبردار تھے وہاں وہ عشق رسالت مآب ﷺ میں غرقابی کے مقام پر فائز تھے۔ قاری خلیل احمد سکھر سے تھر کے فاقہ زدوں کی امداد لے کر گئے۔ امداد تقسیم کی۔ واپس ہوئے تو راستہ میں حادثہ کا شکار ہو گئے۔ معمولی زخم آیا تھا۔ ہسپتال جا رہے تھے۔ دل کے مریض تھے۔ دل کا عارضہ ہوا۔ اور راستہ میں جان اللہ رب العزت کے سپرد کر دی۔

خدمت خلق میں مال لٹانے کے ساتھ ساتھ جان بھی وار کر فارغ ہو گئے۔ رہے نام اللہ تعالیٰ کا۔ حق تعالیٰ حضرت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ عجب آزاد مرد تھا۔

عقیدہ حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مولانا عبدالقیوم عاصم

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع اور نزول کا عقیدہ ایک اسلامی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کی بنیاد قرآن مجید اور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے وہ بے شمار ارشادات ہیں جو مجموعی اور معنوی حیثیت سے حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ اس بنیاد پر تمام صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، محدثینؒ، فقہاءؒ، متکلمینؒ اور جملہ اہل اسلام اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے اور قرب قیامت آپ ہی کا نزول ہوگا۔ اس پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔ اکابرین اسلام نے نزول عیسیٰ علیہ السلام کو عقائد ضروریہ میں جگہ دی ہے۔ سو اس عقیدہ کا انکار کفر ہے۔

حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے کم علم اور ناقص مطالعے کے حامل لوگ مغالطے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امت مسلمہ کا شروع سے یہ موقف رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی موت نہیں آئی۔ وہ قیامت کے قریب دوبارہ اس دنیا میں لوٹائے جائیں گے۔ عرصہ چالیس یا پینتالیس برس تک دنیا میں رہیں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ شادی کریں گے۔ صاحب اولاد ہوں گے۔ حاکم عادل ہوں گے۔ حج یا عمرہ یا دونوں ادا کریں گے۔ اس وقت تمام اہل کتاب (جو اس وقت موجود ہوں گے) ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔ ان کی نبوت اور رسالت کی تصدیق کریں گے۔ پھر اس کے بعد قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل کتاب کی تصدیق وتکذیب اور محبت اور عداوت کی شہادت دیں گے۔ تاکہ شہادت کے بعد فیصلہ سنادیا جائے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے لئے موت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید میں ''قبل موتہ'' یعنی اس کی موت سے پہلے استعمال ہوا ہے۔ تمام یہود ونصاریٰ جو اس وقت موجود ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ مذکورہ آیت مبارکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول کی دلیل ہے اور احادیث مبارکہ میں پیارے نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''قال الحسن: قال رسول اللہ ﷺ لليهود: ان عيسىٰ لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة (ابن كثير ج۲، زير آيت انى متوفيك، ابن جرير ج۳، درمنثور ج۲)'' ﴿امام حسن بصریؒ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے۔ وہ قیامت کے قریب تمہاری طرف ضرور لوٹ کر آئیں گے۔﴾

یہ روایت حافظ ابن کثیر اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے نقل فرمائی۔ دونوں اکابر قادیانیوں کے نزدیک مجدد ہیں اور ابن جریر کو رئیس المفسرین تسلیم کیا ہے۔ تینوں اکابر قادیانیوں کے نزدیک مسلم ہیں۔ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔ ان کو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ان عیسیٰ لم یمت'' یقیناً حضرت عیسیٰ

علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔اس حدیث میں راجع کا لفظ صراحۃً موجود ہے۔جس کے معنی واپس آنے والے کے ہیں۔محاورۃً یہ لفظ اسی وقت استعمال ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے جگہ ہو اور پھر وہاں سے واپس آئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا لفظ ''رجوع'' کا مطالبہ

''نزول کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں موجود ہے وہ اعزاز کے طور پر ہے۔اگر کوئی شخص آسمان سے واپس آنے والا ہوتا تو اس موقعہ پر رجوع کا لفظ ہونا چاہئے تھا نہ کہ نزول کا......اور واپس آنے والے کے لئے رجوع کا لفظ بولا جاتا ہے نہ کہ نزول۔'' (چشمہ معرفت ج۲۳ص۲۲۹)

مرزا قادیانی کی صاف شفاف عبارت ہے۔اس میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں جو سمجھ سے بالاتر ہو۔مرزا قادیانی نے نزول کے بجائے رجوع کے لفظ کا مطالبہ کیا ہے کہ اگر رجوع کا لفظ حدیث میں ہو تو مسیح موعود کا جسمانی طور پر آسمان سے نازل ہونا میں مان لوں گا۔مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں''انہ راجع الیکم '' کے الفاظ موجود ہیں۔اب تو عیسیٰ بن مریم کا نزول آسمان سے جسمانی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔شاید کوئی سعید(خوش قسمت) اللہ تعالیٰ کے پاک نبی ﷺ کی پاک زبان مبارک پر یقین کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے۔مرزا قادیانی کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔مرسل حدیث کے بارے مرزا قادیانی لکھتے ہیں:''سلف کا طریق یہی ہے کہ جب وہ کوئی دینی امر بیان کریں اور اسے بیان یا دوسرے مومنوں کی طرف منسوب نہ کریں تو اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کا قول ہوتا ہے اور اس کا مرسل ہونا اس کی شہرت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔''

(روحانی خزائن ج۸ص۲۶۴،۲۶۵،اذکس مضامین ص۲۲سطر۱۷)

مرزا قادیانی نے مرسل حدیث کے بارے میں جو لکھا ہے اس سے ثابت ہوا کہ:

۱......مرسل حدیث رسول اللہ ﷺ کا قول ہوتا ہے۔ ۲......شہرت یعنی مشہور ہونے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

یعنی وہ حدیث اتنی مشہور ہوتی ہے کہ وہ صحابی کا نام لئے بغیر حدیث کو بیان کر دے تو حدیث قبول ہوتی ہے۔جیسا کہ مرزا قادیانی نے امام باقر کے قول کو''مرسل حدیث'' سمجھ کر اس کو قبول کیا ہے۔

''خیر ھذا الامۃ اولھا و آخرھا، اولھا فیھم رسول اللہ ﷺ و آخرھا فیھم عیسیٰ بن مریم '' یہ حدیث مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات اسلام میں درج کی ہے اور اس حدیث کو اپنے زمانے پر فٹ کیا ہے۔جب کہ حدیث مبارکہ میں عیسیٰ بن مریم کا زمانہ مراد ہے اور حدیث میں عیسیٰ بن مریم کے صاف الفاظ درج ہیں۔یہ حدیث بھی مرسل ہے۔دراصل مرزا قادیانی کی اپنی مرضی جب جی چاہے مرسل کو قبول کر لیا اور جب چاہے مرسل کو رد کر دیا۔اگر مرسل حدیث قبول نہیں ہے تو اتمام الحجۃ اور آئینہ کمالات اسلام میں مرسل حدیث کو کیوں قبول کیا ہے؟اگر اپنے نشانات ثابت کرنے کے لئے مرسل حدیث قبول ہے تو راجع والا مطالبہ بھی خود ہی کیا ہے۔پھر یہ حدیث قبول کیوں نہیں ہے؟ قادیانیوں کے نزدیک شاید مرزا قادیانی کی حیثیت جنگل کے شیر جیسی ہے کہ''شیر جنگل کا بادشاہ ہے۔چاہے انڈے دے یا بچے دے یہ اس کی مرضی۔''

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:''حضرت عمرؓ اپنی رائے کی تائید میں یہی پیش کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ زندہ

آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ سو آنحضرت ﷺ اٹھائے جائیں گے۔" (روحانی خزائن ج۱۵ ص۵۸۶)

مرزا قادیانی نے تقریباً اپنی ساری کتابوں میں خطبہ ابوبکر صدیقؓ کو پیش کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی وفات مبارکہ کی خبر سنی۔ آپ تشریف لائے تو حضرت عمرؓ غم سے نڈھال تھے اور فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے اور جب تک منافقوں کو قتل نہ کریں فوت نہیں ہوں گے۔ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ فوت ہو گئے تو میں اپنی تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا۔ بلکہ وہ آسمان پر اٹھائے جائیں گے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ یہ سن کر ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: "جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے تو وہ فوت ہو گئے ہیں اور جو شخص خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے، نہیں مرے گا۔ ہمیشہ زندہ ہے۔" حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قرآن پاک کی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ "قد خلت من قبله الرسل (آل عمران)" "آپ ﷺ سے پہلے بہت رسول گزر چکے ہیں۔ قرآن پاک نے یہاں خلت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ موت کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ آپ سے پہلے جو رسول گزر چکے تھے ان سب کی طبعی موت واقع نہیں ہوئی تھی۔ کچھ انبیاء کرام علیہم السلام کو قتل کیا گیا۔ کچھ طبعی موت سے فوت ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس لئے ان رسولوں کا دنیا سے گزر جانا یا چلے جانا، مختلف انداز سے ہوا تھا۔ اس لئے لفظ خلت بولا گیا۔ خلت کے حقیقی معنی موت کے نہیں۔ بلکہ چلے جانا، گزر جانا کے ہیں۔ خلت کا مجازی معنی موت کے بھی ہیں۔ مگر جب کوئی قرینہ ہو۔ خلت موت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اس آیت قد خلت کے پڑھنے سے یہ ارادہ نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کریں۔ نہ ہی اس وقت زیر بحث وفات عیسیٰ تھی۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: "اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہؓ اپنے اجتہاد سے یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں اور پھر جب آنحضرت ﷺ فوت ہوئے تو حضرت فاروقؓ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں تو پھر ہمارے نبی احق واولی ہیں کہ زندہ آسمان پر چلے جائیں۔" (روحانی خزائن ج۱۵ ص۵۸۵)

اب ہم قادیانیوں سے پوچھتے ہیں کہ بعض صحابہ نے اپنے اجتہاد سے کیوں سمجھ لیا تھا اور کہاں سے سمجھ لیا تھا اور صحابہ کا یہ اجتہاد کیا قرآن وسنت کی روشنی میں نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور ابوبکر صدیقؓ نے ایک بار بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کی تردید نہیں کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے؟ بلکہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ سو آنحضرت ﷺ بھی اٹھائے جائیں گے تو ابوبکر صدیقؓ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فوت ہونے کی تصدیق فرما دی۔ فرمایا: "ان محمد قد مات" "بے شک محمد ﷺ وفات پا گئے ہیں۔ دنیوی زندگی پوری فرما چکے ہیں۔ اب عالم دنیا میں زندہ نہیں ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کی تردید نہیں فرمائی۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا عقیدہ شرکیہ تھا تو

ابوبکر صدیقؓ نے تردید کیوں نہ فرمائی۔ مرزاقادیانی لکھتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات مبارکہ کے دن تمام صحابہ کرامؓ موجود تھے۔

''اور چونکہ صحیح بخاری کے لفظ ''کـلـهـم'' سے ثابت ہوگیا کہ اس وقت سب صحابہ موجود تھے اور کسی نے اس آیت کے سننے کے بعد مخالفت نہ کی۔'' (روحانی خزائن ج۱۵ص۵۸۴)

تو کسی ایک صحابی نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کی تردید نہیں فرمائی۔

آپ ﷺ کی وفات مبارکہ کے بعد بے شمار صحابہ کرامؓ نے حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات نقل فرمائے۔ مرزاقادیانی آئینہ کمالات اسلام کے ص۵۵۲،۵۵۳ پر لکھتے ہیں: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ نزول اپنے اصل مفہوم کے لحاظ سے حق ہے۔ لیکن مسلمان اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کو پردہ اخفاء میں رکھنے کا تھا...... یہ سلسلہ پردہ اخفاء میں رہا جیسے دانہ خوشے میں چھپا ہوتا ہے۔ کئی صدیوں تک حتیٰ کہ ہمارا زمانہ آگیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کی حقیقت کو ہم پر منکشف کیا۔''

مرزاقادیانی کا یہ کہنا کہ نزول کی حقیقت سے تمام مسلمان بے خبر تھے اور یہ راز صرف مجھ پر کھلا مرزاقادیانی، صحابہ کرام کے بارے بھی یہی نظریہ رکھتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ بھی اس راز سے بے خبر تھے۔ حتیٰ کہ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں کہ ابن مریم کی حقیقت حضور نبی کریم ﷺ پر بھی نہیں کھولی گئی۔ صرف مجھ پر کھولی گئی کہ عیسیٰ ابن مریم وفات پاچکے ہیں اور آنے والا عیسیٰ بن مریم کے بجائے مرزاغلام احمد قادیانی ہے۔ اگر خطبہ ابوبکر صدیقؓ سے تمام صحابہ وفات عیسیٰ کے قائل ہوگئے تھے تو مرزاقادیانی نے ۵۲سال تک حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کہاں سے لیا اور پکے مشرک ٹھہرے رہے۔ مامور من اللہ، ملہم، مجدد، نہ جانے اور کیا کیا تھے۔ اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین بھی تھے۔ یہ مشرکانہ عقائد ''براہین احمدیہ'' میں لکھنے کے بعد ان عقائد کی تبدیلی کے لئے مرزاقادیانی کو متواتر وحی آنے لگی کہ آنے والا مسیح تو ہے۔ عیسیٰ بن مریم فوت ہوگئے۔ مرزاقادیانی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام والا عقیدہ اپنی وحی سے بدلا۔ اگر قرآن سے یا حدیث مبارکہ سے یا صحابہ کرامؓ کے اقوال سے بدلا ہوتا تو پھر یوں نہ لکھتے کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام اور میرے مسیح موعود ہونے کی بنیاد میری وحی ہے۔

مرزاقادیانی لکھتے ہیں: ''چنانچہ براہین احمدیہ میں قبل علم قطعی جو خدا سے منکشف ہوا اپنے خیال سے یہی لکھا گیا تھا کہ خود عیسیٰ دوبارہ آئے گا۔ مگر خدا نے اپنی متواتر وحی سے اس عقیدہ کو فاسد قرار دیا اور مجھے کہا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔'' (روحانی خزائن ج۱۵ص۴۸۵)

لہٰذا مرزاقادیانی کے دعویٰ کی بنیاد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں اور آنے والا مسیح موعود تو ہے۔ اس کی بنیاد مرزاقادیانی کی وحی ہے۔ قرآن وحدیث نہیں۔ قرآن مجید میں دووحیوں کا ذکر ہے۔ تیسری وحی کا ذکر نہیں ہے۔ ایک وہ وحی جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوئی اور دوسری وحی جو حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔ تیسری وحی کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں کہ اس وحی پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ دو وحیوں پر ایمان لانے سے کامیابی ہے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:''طالب نجات وہ ہے جو خاتم النّبیین پیغمبر آخر الزمان پر جو کچھ اتارا گیا۔اس پر ایمان لاوے اور اس پیغمبر سے پہلے جو کتابیں اور صحیفے سابقہ انبیاء اور رسولوں پر نازل ہوئے۔ان کو بھی مانے ''وبالاخرہ ھم یوقنون ''اور طالب نجات وہ ہے جو پچھلی آنے والی گھڑی یعنی قیامت پر یقین رکھے اور جزاوسزا کو مانتا ہو۔'' (تفسیر بیان فرمودہ ج ا ص ۳۳۵)

اور فرمایا:''آج میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن شریف کی وحی اور اس سے پہلی وحی پر ایمان لانے کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے۔ہماری وحی (مرزا قادیانی کی وحی) کا ذکر (قرآن میں) کیوں نہیں۔ اس امر پر توجہ کر رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکایک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیت کریمہ''والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون ''میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔''ما انزل الیک ''سے قرآن شریف کی وحی''ما انزل من قبلک ''سے انبیاء سابقین کی وحی،اور آخرۃ سے مراد مسیح موعود کی وحی۔'' (تفسیر بیان فرمودہ ج ا ص ۳۳۵)

اسی آیت مبارکہ میں پہلے آخرۃ سے مراد قیامت کی گھڑی تھی۔جب مرزا قادیانی کے دل میں خیال آیا کہ میری تیسری وحی پر ایمان لانے کا قرآن میں ذکر نہیں۔دو وحیوں پر ایمان اور آخرت یعنی قیامت کی گھڑی پر ایمان لانے کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔مرزا قادیانی خود کہہ رہے ہیں۔آخرت کا مفہوم اللہ تعالیٰ نے بدل دیا۔ آخرۃ سے مراد میری تیسری وحی ہو گیا اور اس پر ایمان لانا ضروری ہوا۔اب اس پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں۔اب خدارا آپ خود سوچیں: کیا یہ تیسری وحی مرزا قادیانی کی قرآن مجید کے نام پر شریعت میں اضافہ نہیں۔کیا مرزا قادیانی نے قرآن مجید کے الفاظ کے معنی نہیں بدلے۔چودہ سو سال سے آخرت کا معنی قیامت کی گھڑی ہی تھا۔ جب مرزا قادیانی کو خیال آیا تو قرآن میں معنوی تحریف (تبدیلی) کر ڈالی۔یہ ہے وہ وحی جو مرزا قادیانی کو مسیح موعود بناتی رہے اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بذریعہ وحی تبدیل کروا کر وفات عیسیٰ کا عقیدہ پیش کرنے پر مجبور کرتی ہے اور قادیانی عقائد کی بنیاد ٹھہری ہے۔یقیناً یہ شیطانی وحی تھی جس نے مرزا قادیانی کو مسلمانوں کے عقائد سے ہٹا کر کفر یہ عقائد کی بنیاد ڈالنے پر مجبور کیا۔

نسخہ جوہر زیتون
لعنۃ اللہ علی الکاذبین
قیمت 1500/- روپے
فوائد جوہر زیتون
جوہر زیتون
0308-7575688
0345-2366562
شعبہ طب نبوی دار الخدمت
قائم شدہ 1950

مرزا قادیانی کا علم تاریخ

مولانا عبداللہ معتصم

مرزا قادیانی جہاں دوسرے علوم میں صفر تھا۔ قرآن کا علم، حدیث کا علم، وہاں علم تاریخ میں بھی مرزا قادیانی کی قابلیت صفر سے آگے تھی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انبیاء ورسل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم دی جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''من لدنا علمًا'' یہ حضرات قدسیہ دنیا میں نہ کسی سے پڑھے ہوتے ہیں نہ دنیاوی اسباب وذرائع سے ان کو حصول علم کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود ان مقدس شخصیات کی زبان سے نکلنے والا ایک ایک لفظ دنیا کے محققین، مورخین اور مدبرین کے عمروں کے علم، تجربہ، مطالعہ اور سیاحت پر بھاری ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ان کے علم کا منبع وحی الٰہی ہوتی ہے۔ جو سب سے بڑے ازلی وابدی علیم وخبیر ذات کی طرف سے کی جاتی ہے۔

مرزا قادیانی کے تاریخ سے تعلق رکھنے والے بیانات کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مرزا قادیانی کو سنین، اسماء اور دوسرے تاریخی پہلوؤں کا ذرہ برابر علم نہیں تھا۔ وہ اپنے گھڑے گھڑائے مزعومہ الہامات وپیش گوئیوں کو اس طرح بے دھڑک بیان کرتا تھا جیسے علم تاریخ، قرآن وحدیث اور دوسری علمی حقیقتوں کا زاویہ نظر مرزا قادیانی کے بیانات کی تائید میں تبدیل ہوجائے گا۔ لیکن ؎

ایں خیال است ومحال است وجنون

ذیل میں ہم مرزا قادیانی کی ہمہ دانی کے چند حوالے پیش کرتے ہیں:

۱...... لکھتے ہیں: ''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی۔'' (پیغام صلح ص۱۹)

حالانکہ تاریخ وسیرت کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے والد، حضور ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہوگئے تھے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا انتقال آپ ﷺ کی ولادت کے چھ برس بعد ہوا تھا۔ آج تک مرزا قادیانی کے علاوہ کسی مورخ نے اس حقیقت کا انکار نہیں کیا۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں: ''اور بہ سبب اس بڑے لمبے سفر کے مسیح یعنی بڑا سیاح بھی کہلایا۔ چنانچہ سرحد، پشاور پر عیسیٰ خیل وعیسیٰ اقوام اسی (حضرت عیسیٰ روح اللہ) کی اولاد معلوم ہوتی ہے۔''

(اخبار الحکم ص۸، مورخہ ۱۷ اردسمبر ۱۹۰۶ء)

اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) افغانستان میں رہے ہوں گے اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی اولاد ہو۔ (مسیح ہندوستان میں ص۶۸)

مرزا قادیانی نے یہ باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرزا قادیانی کو کشمیر میں ثابت کرنے کے لئے لکھی ہیں۔ حالانکہ تاریخ اس بارے میں خاموش ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کبھی فلسطین سے بھی باہر نکلے ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ افغانوں میں عیسیٰ خیل کے علاوہ موسیٰ خیل اور آدم خیل کے نام سے بھی قبیلے ہیں۔ تو کیا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یہاں تشریف لائے تھے؟ آپ کو مصلوب کرنے کی کوشش کیا جانا اور آپ کا رفع آسمانی دو مذاہب عیسائیت اور اسلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

۳...... لکھتے ہیں: ’’اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا ہے اور سری نگر محلہ جانباز (جموں کشمیر) میں اس کی قبر ہے۔‘‘ (کشتی نوح ص۶۹)

پھر لکھتے ہیں: ’’اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ ابن مریم فوت ہو گیا اور کشمیر محلہ جانباز میں اس کی قبر ہے۔‘‘ (کشتی نوح ص۱۵)

یہ بات تاریخ سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کبھی ہندوستان تشریف لائے ہوں۔ یہ صرف مرزا قادیانی ہی کا تاریخی شوشہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر آمد کے متعلق عرب اور یورپین مورخین میں سے کسی نے تذکرہ نہیں کیا۔ بلکہ مغربی مورخین نے مرزے کی اس بات کو نہایت مضحکہ خیز مذاق قرار دیا ہے۔ درج بالا نظریہ کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے مرزے کے ۳ مزید نظریے ملاحظہ فرمائیں۔

۴...... ’’یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔‘‘ (ازالہ کلاں ج۲ ص۱۹۷)

’’ہاں! بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے۔‘‘ (حاشیہ ست بچن ص۱۶۴)

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد قدس (یروشلم) میں ہے اور اب تک موجود ہے۔‘‘ (اتمام الحجۃ حاشیہ ص۲۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف ایک شخصیت تاریخ سے ثابت ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی تین جگہ عرب میں اور ایک جگہ ہندوستان میں قبریں ثابت کر رہا ہے۔ دروغگو را حافظہ نہ باشد! تاریخ مرزا قادیانی کے ان تاریخی بیانات کی تصدیق کرنے سے قاصر ہے۔ مورخین اگر مرزا قادیانی کی تاریخ دانی کے یہ نادر اور انمول نمونے دیکھتے تو وہ بھی چکرا جاتے۔

۵...... ’’مجدد سرہندیؒ‘ صاحب نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۳۹۰)

مجدد سرہندیؒ کے خطوط تصوف ودین کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔ ان میں لفظ نبی سرے سے ہے ہی نہیں۔ لفظ ’’محدث‘‘ استعمال ہوا ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے محرف کر کے نبی بنا دیا اور اس تحریف کی وجہ عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق یہ بتائی گئی کہ خدا سے علم پا کر مرزا قادیانی نے لفظ محدث کو نبی بنایا ہے۔

(پیغام صلح لاہور، مورخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۳۶ء)

۶...... بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی۔ ’’ھـــذا خـــلـــیـــفـــة اللہ

المھدی ''اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتاب بعد از کتاب اللہ ہے۔ (شہادت القرآن ص۶۱)

بخاری از اوّل تا آخر ہر سطر پڑھ جایئے۔ یہ حدیث کہیں نہیں ملے گی۔ شاید یہ ٹیچی ٹیچی کا الہام ہو۔

۷...... ''جب اسلام کا آفتاب نصف النہار پر تھا اور اس کی بیرونی حالت گویا حسن میں رشک یوسف تھی اور اس کی بیرونی حالت اپنی شوکت سے اسکندریہ رومی کو شرمندہ کرتی تھی۔'' (شہادۃ القرآن ص۱۳)

یونان کے مشہور فاتح کا نام اسکندر تھا۔ اسکندریہ نہیں تھا۔ اسکندریہ بحر روم کے ساحل پر مصر کا مشہور شہر اور بندرگاہ ہے۔ جس کی بناء سکندر اعظم نے ڈالی تھی اور وہ روم نہیں بلکہ مصر (براعظم افریقہ) میں شامل ہے۔ دوسری بات یہ کہ اسکندر اعظم رومی نہیں بلکہ یونان (Greece) مقدونیہ کا رہنے والا تھا۔ جبکہ روم موجودہ اٹلی کو کہا جاتا تھا۔ اس وجہ سے اسے اسکندر مقدونی یا اسکندر یونانی لکھا بولا جاتا ہے۔ ''سکندریہ یونانی'' بھی شاید ٹیچی ٹیچی کا الہام ہو۔

۸...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:'' واولات الاحمال ''یعنی حمل والی عورتوں کی طلاق کی عدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل تک دوسرے نکاح کرنے سے دست کش رہیں۔ اس میں یہی حکمت ہے کہ اگر حمل میں نکاح ہو جائے تو ممکن ہے کہ دوسرے کا بھی نطفہ ٹھہر جائے۔ اس صورت میں نسب ضائع ہوگی اور پتہ نہیں لگے گا کہ دونوں لڑکے کس کس باپ کے ہیں۔ (آریہ دھرم ص۲۱)

علمائے توحید اس حقیقت کو واضح کر چکے ہیں کہ حمل سے پہلے رحم کے سامنے ایک انڈہ (انگریزی میں اووم کہلاتا ہے) منتظر رہتا ہے جونہی جماع کے وقت ماء الحیات کا کوئی ذرہ (انگریزی میں سپرم) اس انڈے سے ملتا ہے تو یہ دونوں ایک دوسرے کو مضبوط پکڑ لیتے ہیں۔ پھر سرک کے رحم میں چلے جاتے ہیں۔ رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے اور اس کے بعد ولادت تک کوئی سپرم قطعاً رحم میں داخل نہیں ہو سکتا اور یہی خیال اطباء کا بھی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے بے نظیر استدلال کو ذرا پھر سے پڑھیں اور سر دھنیں۔

۹...... ''بٹیر کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۳۲)

ہم نے تو سنا تھا کہ بٹیر کا گوشت بڑا لذیذ اور صحت افزاء ہوتا ہے اور آج کل کسی طبیب یا ڈاکٹر نے اس کے کسی نقصان کی نشاندہی نہیں کی۔ ادھر اسے بیماری کا موجب قرار دیا جارہا ہے۔

۱۰...... ''اپنے فرزند مبارک احمد کی پیدائش مورخہ ۴ر صفر ۱۳۱۷ھ بروز چہار شنبہ پر فرماتے ہیں اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا ہے اس حساب سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا یعنی صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن یعنی چار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے بعد از دوپہر چوتھا گھنٹہ لیا۔'' (تریاق القلوب ص۴۱)

حالانکہ صفر اسلامی سال کا دوسرا مہینہ (محرم پہلا اور صفر دوسرا) ہے۔ مرزا قادیانی کے نزدیک چہار شنبہ ہفتے کا چوتھا دن ہے۔ حالانکہ چہار شنبہ ہفتے کا پانچواں دن ہے۔ یوں: شنبہ، یک شنبہ، دو شنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ، مرزے کو شاید لفظ ''چہار'' سے غلط فہمی ہوئی اور بھی کئی سارے حوالے اور عبارات ہیں جن سے مرزا قادیانی کی تاریخ دانی اور علمیت آشکارا ہوتی ہے۔ سردست اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

احتساب قادیانیت جلد ۶۰ کا مقدمہ

مولانا اللہ وسایا

الحمدﷲ و کفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰے • امابعد!

۱...... خلیفہ ربوہ کے مظالم کی فہرست میں میری داستان مظلومیت کا اضافہ:

صدرالدین گجراتی، چک سکندر ضلع گجرات کا پیدائشی قادیانی تھا۔ سب کچھ بیچ کر قادیان جا کر رہائش رکھ لی۔ پاکستان بننے کے بعد سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ حاصل ہوئی تو مرزا محمود موسیو کے حکم پر چناب نگر قادیانی جماعت کی ملازمت کر لی۔ قادیانی بیت المال میں سے اس زمانہ میں تین لاکھ کا غبن اس نے پکڑا تو پوری قادیانی قیادت، ملعون خلیفہ قادیانی تک سب ان کی جان کے دشمن ہوگئے۔ اس نے اپنی جان بچانے کے لئے ضلع جھنگ کے ایس۔ پی کو درخواست دی۔ جس پر مقدمہ درج ہوا۔ ان تفصیلات پر مشتمل یہ پمفلٹ ہے۔ لکھنے والا قادیانی ہے اور قادیانی قیادت کے خلاف لکھا ہے۔ آپ بھی پڑھیں کہ خنزیر قادیان کے بچونگڑے چناب نگر میں کیا کیا گل کھلا رہے ہیں اور کس طرح حکومت ''زمین جنبد نہ جنبد گل محمد'' بنی ہوئی ہے؟

۲...... چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں (قادیانی) کے نام بحیثیت معزز ممبر جماعت احمدیہ اتمام حجت کے طور پر کھلی چٹھی:

صدرالدین گجراتی قادیانی نے چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو قادیانی مظالم، قادیانی بددیانتی اور قادیانی بدکرداری پر کھلی چٹھی ارسال کی، جسے احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کیا جارہا ہے۔ ''قادیانیت قادیانی کی نظر میں''

۳...... ربوہ (چناب نگر) میں کیا کچھ ہورہا ہے؟:

قادیانی جماعت کے اہم رکن جناب محمد رفیق باجوہ تھے جو چونڈہ سے تعلق رکھتے تھے اور چناب نگر کے رہائشی تھے۔ تعلیم الاسلام کالج چناب نگر میں پڑھتے تھے۔ انتظامی مسائل پر چناب نگر کالج کے قادیانی عملہ سے اختلاف ہوا تو قادیانیوں نے باجوہ صاحب کو ظلم وستم کے نشانہ پر رکھ لیا گیا۔ یہ زخمی حالت میں فیصل آباد مولانا تاج محمود صاحبؒ کے ہاں آئے۔ قادیانی ہونے کے باوجود قادیانی ظلم کی چکی میں پس کر آئے تھے۔ مولانا تاج محمودؒ نے سینہ سے لگایا۔ اس کی خواہش پر پریس کلب فیصل آباد میں پریس کانفرنس کرائی۔ فقیر ان دنوں فیصل آباد کا مبلغ تھا۔ پریس کانفرنس کا اہتمام فقیر کے ذمہ تھا۔ مولانا تاج محمودؒ کے اخلاق عالی دیکھ کر پھر یہ مسلمان بھی ہوگیا تھا۔ سانحہ ربوہ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کی تحقیقات کے لئے جب عدالتی ٹریبونل قائم ہوا تو جناب رفیق باجوہ کا عدالت میں بیان ہوا۔ جسے ۲ رجولائی ۱۹۷۴ء کے اخبار نوائے وقت لاہور سے لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔ اس پمفلٹ کو بھی اس کتاب کا حصہ بنایا جارہا ہے۔

۴...... ربوہ کی کہانی ربوہ والوں کی زبانی:

ایک قادیانی عزیز احمد ٹھیکیدار اپنی اندھی عقیدت لے کر ربوہ آیا۔ یہاں پوری قادیانیت کو کردار کے میدان میں اپنے سامنے عریاں رقص کرتے دیکھا تو قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا۔ قادیانی مرکز میں کیا دیکھا؟ اس سوال کا جواب یہ پمفلٹ ہے۔ اسے احتساب کی اس جلد میں شامل کیا جارہا ہے۔

۵...... شہر سدوم:

بہت ہی عالم فاضل بہت ہی اچھے اور نامور قلمکار جناب ''شفیق مرزا'' نوجوانی میں چناب نگر تعلیم کے لئے گئے۔ چناب نگر میں کمینگی، فحاشی وعریانی، بے حیائی، بدکاری وبدکرداری کو دیکھا تو اپنی سلیم الفطرتی کے باعث قادیانیت پر لعنت بھیج کر دائرہ اسلام میں واپس آگئے اور بجائے چناب نگر کے لاہور رہائش رکھ لی۔ تجربہ ہے کہ قادیانیت ترک کرنے والے بہت سارے تو قادیانیت سے نکل آتے ہیں۔ لیکن قادیانیت ان سے نکلتے نکلتی ہے۔ اپنے استاذ محترم مولانا لال حسین اختر اور برادر شفیق مرزا کے متعلق علی وجہ البصیرت کہا جاسکتا تھا کہ انہوں نے ایسے قادیانیت کو چھوڑا کہ پھر زندگی بھر قادیانیت ان کے نام سے لرزاں وترساں رہی۔ جناب شفیق مرزا نے شہرۂ آفاق کتاب ''شہر سدوم'' لکھی، جو دیکھا تھا وہ لکھ کر پوری قوم کو قادیانیت کی اندرونی کیفیت دکھادی۔ تکرار تو بعض جگہ حذف کیا کہ اس کے بغیر چارہ نہ تھا۔ باقی کتاب شامل جلد ہذا ہے۔

۶...... کھلا خط:

جناب شفیق مرزا نے اسلامیان وطن کے نام کھلا خط لکھا جس میں قادیانی عقائد وعزائم کو آسان فہم انداز میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب نے اسے دوورقی پمفلٹ کے طور پر شائع کیا تھا۔ اس جلد میں یہ بھی شامل اشاعت کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں۔

۷...... پیر باپ کی پاکیزگی کے حلف سے مرید بیٹے کا گریز بمع ضمیمہ تبلیغی سفر:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا موسیو بشیر تھا۔ جس پر غلام قادیان کے مریدوں نے بدکرداری کے سنگین وغلیظ الزام عائد کئے۔ اس کے باعث غلام قادیان کی جماعت، لاہور وقادیان کے دوگروہوں میں تقسیم ہوئی۔ لاہوری جماعت کے مرزائی عبدالرحمن ساکن ڈیرہ غازیخان نے قادیانی گروہ پنجاب کے امیر مرزا عبدالحق ایڈووکیٹ سرگودھا کو اور عبدالرحمن کے بیٹے شفیق الرحمن خان ڈیرہ غازیخان نے مرزا محمود کے بیٹے مرزا رفیع کو خطوط لکھے کہ وہ مرزا محمود ملعون قادیان کی صفائی پر حلف اٹھائیں۔ دونوں نے حلف اٹھانے سے گریز وفرار اختیار کر کے اپنی اور مرزا محمود کی مزید رذالتوں کا ریکارڈ قائم کر دیا۔ عبدالرحمن لاہوری مرزائی ڈیرہ غازیخان نے چناب نگر وسرگودھا کا سفر بھی کیا۔ ''تبلیغی سفر'' کے نام پر ایک مضمون لکھا۔ یہ تمام خط وکتابت وتبلیغی سفر کی رپورٹ متذکرہ بالا پمفلٹ میں ایک ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ اس میں کاتب ومکتوب الیہ سب قادیانی ہیں۔

۸...... چند قابل غور حقائق:

مرزا محمود قادیانی کی بدکرداری کے عریاں ہونے پر قادیانی گروہ دو حصوں میں حصے بخرے ہوا۔ آگے چل کر پھر قادیانی گروہ کی کوکھ سے حقیقت پسند پارٹی نے جنم لیا۔ اس حقیقت پسند پارٹی کے ایک لکھاری نے قادیان کی عیاری وعریانی پر یہ رسالہ لکھا۔ جو دسمبر ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا۔ اس کا لکھاری ’’سیط نور‘‘ تھا جو قادیانی تھا۔ اس نے مرزا محمود کی بدکاری کو اس پمفلٹ میں جگہ جگہ طشت از بام کیا ہے۔

۹...... جماعت احمدیہ کے فہمیدہ اصحاب سے:

قادیانی خلیفہ موسیو محمود پر بدکرداری، بدکاری، گندے اور کمینے، فحش وحیاء سوز الزامات خود قادیانی جماعت کی معتدبہ تعداد نے لگائے اور ڈنکے کی چوٹ پر لگائے۔ ان میں ایک ملک عزیز الرحمن گجراتی بھی تھے جو احمدیہ پاکٹ بک کے مصنف عبدالرحمن خادم کے سگے بھائی تھے۔ قادیانیوں کے مقدر کو دیکھو ایک بھائی مرزا محمود کو مصلح موعود قرار دیتا ہے اور دوسرا اسے پرلے درجہ کا مکار و بدکار یقین کرتا ہے۔ یہ رسالہ اسی تناظر میں پڑھا جائے کہ اس کا لکھنے والا خود ایک قادیانی ہے اور قادیانی خلیفہ کو ڈانگ دے رہا ہے۔

۱۰...... ربوہ کا راسپوٹین (مرزا محمود کی کہانی مریدوں کی زبانی) دور حاضر کا دجال:

راسپوٹین نامی روس میں ایک عیاش تھا جو دنیا بھر میں عیاشی کی ضرب المثل بن گیا۔ اسی عیاش کو چیلا، اور مرزا محمود کو عیاشی کا گرو قرار دے کر راسپوٹین کو مرزا محمود کے قدموں میں بٹھا دیا ہے۔ یہ ٹاکل سٹوری ہے۔ اس کی تفصیلات پر مشتمل یہ کتاب ہے۔ جو قادیانی رہنما جناب محمد رفیق اختر نے مرتب کی ہے۔ اس کو بھی احتساب کی اس جلد میں شائع کیا جارہا ہے۔

۱۱...... الذکر الحکیم نمبر۴:

پٹیالہ کے سرجن ڈاکٹر عبدالحکیم خان تھے۔ جو بیس سال تک مرزا قادیانی کے مرید رہے۔ چندرہ بیس ہزار روپیہ اس زمانہ میں مرزا قادیانی کو چندہ مختلف اوقات میں دیا۔ مرزا قادیانی پر دل وجان سے فدا تھا۔ مرزا قادیانی بھی اس کی تعریف میں الہامی شگوفے چھوڑتا اور قلابے ملاتا تھا کہ مخلص ہے، ذہین ہے، مفسر قرآن ہے۔

اس ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مرزا قادیانی سے کہا کہ آپ اپنے کو ’’مدار نجات‘‘ قرار نہ دیں۔ اس پر مرزا قادیانی بگڑا اور خوب بگڑا۔ عبدالحکیم خان ابھی اسے ’’مسیح الزمان‘‘ قرار دیتا رہا۔ لیکن مرزا اس تجویز پر اتنا سیخ پا ہوا اور نہایت ہی غصہ سے لکھا: ’’ان (مسلمانوں) کو اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں۔ جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔‘‘ (الذکر الحکیم نمبر:۴، خط نمبر۲، از مرزا قادیانی بنام ڈاکٹر عبدالحکیم خان) پوری امت مسلمہ کو سڑا ہوا دودھ، کیڑے پڑ گئے، کا مصداق بنادیا۔ پھر بھی ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے خط نمبر۳ میں ’’مسیح الزمان‘‘ سے خط کا آغاز کیا۔ مگر مرزا قادیانی تو ’’بھوترے ہوئے بولد‘‘

بگڑے ہوئے بیل کی طرح واہی تباہی پر اتر آیا۔ ’’الذکر الحکیم نمبر۴، خط نمبر۲‘‘ میں مرزا قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو لکھا کہ: ’’ماسواء اس کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔‘‘ اسی طرح مرزا قادیانی نے رسالہ (تحفۃ الندوہ ص۸، خزائن ج۱۹ص۱۰۱) کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ: ’’وہ قتل بھی کیا گیا ہو کیونکہ وہ مرتد تھا۔‘‘

یہاں پر قادیانی حضرات سے میری درخواست ہے کہ آج کی پوری قادیانیت اس پر حتفق موقف رکھتی ہے کہ: ’’مرتد کی سزا قتل نہیں۔‘‘ مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔‘‘ گویا خدائی حکم اور وہ بھی مرزا قادیانی کے قلم سے۔ لیکن قادیانیوں کی بدنصیبی ملاحظہ ہو کہ وہ مرزا قادیانی کے قلم سے نکلے ہوئے خدائی حکم کو نہیں مانتے۔ برادران دینی!! یعقوب عرفانی قادیانی نے قادیان سے مرزا قادیانی کے مکتوبات کو سات حصوں میں شائع کیا۔ اب ان کو کمپیوٹر پر قادیان ولندن سے تین جلدوں میں شائع کیا گیا۔ لیکن ان دونوں ایڈیشنوں (قدیم وجدید) میں مرزا قادیانی نے جو خطوط محمدی بیگم کے نکاح کے سلسلہ میں اس کے ورثاء کو لکھے تھے جن کو کلمہ فضل رحمانی میں قاضی فضل احمد گورداسپوری نے شائع کیا اور مرزا قادیانی نے عدالت میں تسلیم کیا کہ وہ میرے خطوط ہیں اور پھر وہ خطوط جو مرزا قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے خطوط کے جوابات میں تحریر کئے جو مرزا قادیانی کی زندگی میں ہی الذکر الحکیم نمبر۴ میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے شائع کر دیئے تھے۔ وہ تمام خطوط قادیانیوں کے شائع کردہ قدیم وجدید ایڈیشنوں میں موجود نہیں۔ قادیانیوں نے اپنے خودساختہ نبی کے قلم پر سنسر لگا رکھی ہے۔ وہ ان خطوط کو یوں چھپاتے پھرتے ہیں جیسے بلی اپنے گوہ کو چھپاتی ہے۔ ان خطوط سے قادیانی اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح باؤلا کتا پانی سے اور کوا غلیل سے بھاگتا ہے۔ ان خطوط سے قادیانیوں کے ایمان کی طرح جان بھی جاتی ہے۔ کیا قادیانی عوام سوچیں گے کہ مرزا قادیانی کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے یہ خطوط کیوں شائع نہیں ہو رہے؟ لیجئے! وہ تمام خطوط جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو مرزا قادیانی نے لکھے تھے بمع ان کے جواب الجواب کے الذکر الحکیم نمبر۴ اس احتساب کی جلد میں ملاحظہ فرمائیں۔ ابتداء میں تو ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرزا قادیانی کو ’’مسیح الزمان‘‘ لکھتا رہا۔ بعد میں ’’المسیح الدجال‘‘ لکھنا شروع کر دیا۔ اس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

۱۲…… المسیح الدجال:

یہ رسالہ بھی الذکر الحکیم نمبر۴ کے بعد جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کی جانب سے شائع ہوا۔ اس میں اور الذکر الحکیم نمبر۴ میں اکثر یکسانیت ہے۔ البتہ بعض مقامات پر بہت سی نئی باتیں ایزاد بھی کی گئی ہیں۔ جو ایزاد کیا ہے وہ سونے پر سہاگہ ہے۔ اس لئے اسی (۸۰) فیصد تکرار کے باوجود محض بیس فیصد خوبصورت اضافی باتوں کے لئے اس کو حک واضافہ کے بغیر مکمل شائع کر دیا ہے۔ جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے مرزا قادیانی کی خوب خبر لی ہے۔ ایسا اپریشن کیا ہے کہ مرزا قادیانی کا تمام خبث باطن اور فضلۂ پیٹ، مرزا کے منہ کے راستہ سے بہہ نکلا ہے۔

۱۳…… الذکر الحکیم نمبر۶ (عرف) کانا دجال:

جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان نے الذکر الحکیم نمبر۶ عرف کانا دجال ۱۹۰۷ء میں شائع کیا۔ اس میں

مرزا قادیانی کے وہ نیٹے لئے کہ اگر مرزا کی جگہ ابلیس ہوتا تو اس کی نانی مرجاتی۔ یہی حال دجال قادیان کا ہوا۔ اس کے بعد مرزا اپنی کتابوں میں جس طرح جل بھن کر ڈاکٹر صاحب کو یاد کرتا ہے۔ وہ دلیل ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے تمام تیر ٹھکانے پر لگے۔ ڈاکٹر صاحب مرزا کی تردید پر دلیل دیتے دیتے آخر میں ''سچ ہے دجال کانا ہوگا پر خدا کانا نہیں'' کا ٹانکا لگاتے ہیں تو کمال کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مرزا قادیانی کے خواب اپنے خوابوں سے مرزا قادیانی کے الہامات کا جواب اپنے الہامات سے ایسے دیتے ہیں۔ جیسے مثل مشہور ہے کہ جیسا منہ ویسی چپیڑ کی مثال صادق آجاتی ہے۔

۱۴...... بلائے دمشق اور خلافت اسلامیہ:

عبدالرب خان برہم سکہ بند قادیانی تھے۔ مرزا قادیانی کے ملعون الہامات کو معاذ اللہ الہامات الہیہ اور قرآن مجید کے برابر مانتے تھے۔ البتہ مرزا محمود کو بدترین خلائق اور ملعون ودجال سمجھتے تھے۔ اس نے مرزا قادیانی کے الہامات کو کسوٹی بنا کر مرزا محمود کو ملعون ثابت کر دیا۔ یہ کتاب فروری ۱۹۵۸ء میں ایک قادیانی مصنف نے لکھی ہے۔ اس میں بہت کچھ حذف کرنے کے بعد بطور خلاصہ جو باقی رہنے دیا ہے۔ وہ پڑھیں کہ یہ بھی تاریخ کا حصہ ہے۔ پڑھتے ہوئے نہ بھولیں کہ یہ ایک قادیانی تصنیف ہے۔

احتساب قادیانیت کی جلد نمبر۶۰ میں ذیل کے حضرات کے اس ترتیب سے رسائل جمع ہوگئے:

۱......	مولوی صدرالدین گجراتی	کے	۲	رسائل
۲......	محمد رفیق باجوہ	کا	۱	رسالہ
۳......	عزیز احمد ٹھیکیدار چک جھمرہ	کا	۱	پمفلٹ
۴......	شفیق مرزا	کے	۲	رسائل
۵......	عبدالرحمٰن ڈیرہ غازیخان	کا	۱	رسالہ
۶......	سبط نور	کا	۱	رسالہ
۷......	ملک عزیز الرحمٰن گجراتی	کا	۱	رسالہ
۸......	طاہر رفیق اختر	کا	۱	رسالہ
۹......	ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی	کے	۳	رسائل
۱۰......	عبدالرب خان برہم	کا	۱	رسالہ
	گویا کل سات حضرات	کے	۱۴	رسائل و پمفلٹ

اس جلد میں جمع ہوگئے ہیں۔ سب کو جمع کرنا تو مشکل تھا۔ جتنا یکجا ہوگیا اس سے خوشی ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف وکرم سے اس خدمت کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ امین بحرمۃ النبی الکریم!

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا!

۱۰رصفر الخیر ۱۴۳۶ھ، مطابق ۳ردسمبر ۲۰۱۴ء

چوتھی سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس پچنند

خالد مسعود ایڈووکیٹ

موضع پچنند تحصیل تلہ گنگ حال تحصیل لاوہ ضلع چکوال میں قادیانی اپنی پوری طاقت اور دبدبے سے رہتے رہے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے مراسم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ بلکہ لوگ ان کے شر اور ڈر سے ان سے تعلقات استوار کرتے تھے۔ کوئی بھی ان کے خلاف بات نہ کر سکتا تھا۔ اللہ رب العزت جزائے خیر دے علمائے کرام کو کہ انہوں نے چار سال قبل اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور تلہ گنگ سے جا جا کر وہاں کے مسلمانوں کو جگایا اور انہیں قادیانیت کے سحر سے آزاد کرایا۔ قادیانیت کے خلاف لوگوں میں شعور پیدا کیا اور قادیانیت کا اصل روپ لوگوں کو دکھلایا۔ قادیانی جو اپنی عبادت گاہ و تبلیغی سنٹر بنانے کا پروگرام بنا چکے تھے بلکہ اس کام پر عمل کرنا شروع کر چکے تھے۔ اس کام کو عدالت کے ذریعے رکوا دیا گیا اور ایک کانفرنس پچنند شہر میں منعقد کرائی جس میں ایک قادیانی نے مولانا اللہ وسایا صاحب کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر قادیانیت پر لعنت بھیج کر حضور اکرم ﷺ کے دامن میں پناہ لی۔

پھر یہ کانفرنس ہر سال منعقد ہونا شروع ہوگئی۔ امسال بھی یہ کانفرنس مورخہ ۲۲ فروری ۲۰۱۵ء بروز اتوار دن ایک بجے تا ساڑھے پانچ بجے پچنند شہد سے باہر ایک کھلی جگہ پر منعقد کی گئی۔ جس میں مقامی علمائے کرام کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، حضرت مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالکریم ندیم، حضرت مولانا قاضی عبدالرشید، نعت خوانوں میں رانا محمد عثمان، طاہر بلال چشتی، سعد اللہ ندیم، قاری بن یامین و محمد امین صاحبان نے شرکت کی۔ جلسہ کے لئے پنڈال جو کہ ایک وسیع جگہ پر بنایا گیا اور ایک وسیع اسٹیج بھی بنایا گیا تھا۔ جلسہ کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ استاذ القراء حضرت مولانا قاری نور محمد نے تلاوت قرآن پاک کی جب کہ اسٹیج سیکرٹری قاری فضل محمود کاشف صاحب تھے۔

پہلا بیان حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی کا ہوا۔ جس میں انہوں نے عوام کو قادیانی مصنوعات کے بارے میں بتایا اور لوگوں کو کہا کہ وہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ اس کے بعد ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری کا پرمغز بیان ہوا۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ قادیانیت کے کفر کو ہر جگہ عام کرنے میں لوگوں کی قربانیاں شامل ہیں اور لوگوں نے اس مقصد کے لئے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا دفاع کیا ہے۔ ہم سب لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ ہم لوگ خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کا دفاع کریں۔

اگلا بیان وفاق المدارس پاکستان کے ڈپٹی جنرل سیکرٹری قاضی عبدالرشید کا ہوا۔ آپ نے ختم نبوت کے موضوع پر مدلل دلائل دیئے۔ ساتھ ہی آپ نے مدارس اور مساجد کی حفاظت کی طرف بھی نشاندہی کی کہ ہم لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ ہم لوگ مدارس کی حفاظت کے لئے حکومت وقت پر زور ڈالیں کہ وہ مدارس کے ساتھ نہ چھیڑے۔

کیونکہ یہاں قرآن وحدیث پڑھائی جاتی ہے۔ مدارس دہشت گردی کے اڈے نہیں بلکہ یہ تو ملک کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

آخری بیان شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کا ہوا۔ مولانا اللہ وسایا نے اپنے بیان میں فرمایا کہ آپ لوگ جب یہاں سے جائیں تو ایک مشن اور پیغام لے کر جائیں کہ پچھلی کانفرنس سے لے کر اس کانفرنس تک قادیانی فتنہ کہاں سے چلا اور کہاں تک پہنچایا گیا۔ کسی بھی فتنے کے چار دور ہوتے ہیں۔ اس کا آغاز، اس کا عروج، اس کا زوال اور اس کا اختتام۔ قادیانیت کی ابتداء یہ ہے کہ اس کو انگریز نے پیدا کیا۔ انگریز نے اسے عروج دکھایا۔ لیکن مسلمانوں نے اس فتنہ کے خلاف ہمیشہ اور ہر جگہ اپنی اپنی بساط کے مطابق کوشش کی پھر علمائے کرام کی کوششیں رنگ لائیں اور پہلے عدالتوں نے اور پھر ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ یہ قادیانیت کا زوال ہے اور اب قادیانیت اپنے اختتام کی طرف جارہی ہے۔ میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ آپ میری ٹوپی لے جائیں اور مقامی قادیانیوں کے پاؤں پر رکھ دیں کہ خدا کے واسطے! اس جھوٹے دجال کو چھوڑ کر محمد عربی ﷺ کے دامن میں آجاؤ۔ ہماری تم سے کوئی عداوت نہیں۔ اگر ہم دن کو تمہارے خلاف بولتے ہیں تو رات کو اللہ کے حضور تمہاری ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ! حضور اکرم ﷺ کا دین ضرور باقی رہے گا۔ مٹ گئے دین کو مٹانے والے۔ دین زندہ ہے اور رہے گا۔ ہم لوگ اپنے فرض سے غافل نہیں ہوئے ہیں۔ لوگو مبارک باد لے کر جاؤ کہ آج ختم نبوت کے لٹریچر کی ایک سطر پر بھی پابندی نہیں اور مرزا قادیانی کی ایک بھی کتاب ایسی نہیں جس پر پابندی نہ ہو۔ جب تک جان میں جان باقی ہے حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ کیا جائے گا۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت صاحبزادہ عزیز احمد کی دعا سے جلسہ کا اختتام ہوا۔ نماز عصر پنڈال میں ادا کی گئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تلہ گنگ کے امیر مولانا عبیدالرحمٰن انور نے کانفرنس کے شرکاء کا شکریہ ادا کیا کہ جنہوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی اور سیاستدانوں کا بھی جنہوں نے اپنا وقت نکال کر اس کانفرنس میں شرکت کی۔

کانفرنس میں درج ذیل قراردادیں پیش کی گئیں جو منظور کر لی گئیں:

۱...... ترحدہ چوک کا نام ختم نبوت چوک رکھا جائے۔ اس قرارداد کے بعد علاقہ میں ایم.این.اے کے نمائندہ محمد امیر خان نے کہا کہ وہ انشاء اللہ اس کام کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے اور ترحدہ چوک کا نام ختم نبوت کر کے ختم نبوت چوک ہو جائے گا۔

۲...... قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں اور آئینی خلاف ورزیوں پر کڑی نظر رکھی جائے گی۔

۳...... شرکاء کانفرنس نے ملک کے اندر دہشت گردی کی بھی پرزور مذمت کی۔

۴...... شرکاء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ عوام کی جان ومال کا تحفظ پر یقینی بنایا جائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی، علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو، میاں سراج احمد دین پوری، مولانا محمد نافع، مولانا نور محمد تونسوی اور دیگر علمائے کرام کی وفات پر ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی گئی اور ان کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ

پیغام ختم نبوت، مرتب: مفتی عظمت اللہ سعدی، صفحات: ۱۰۰، قیمت: ۱۰۰ روپے، ملنے کا پتہ: ادارہ تحقیقات اسلامیہ جامعہ عظمۃ المدارس جدید منجل بنوں!

زیر نظر کتاب ختم نبوت سے متعلق مختلف مضامین ومباحث پر مشتمل ہے۔ ختم نبوت کا معنی، مقصد، قادیانی اور دوسرے کافروں میں فرق، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف، اکابرین ختم نبوت اور دیگر اہم موضوعات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ کتاب میں اکابرین کے رشحات قلم مناسب پیرایہ اور خوبصورت ترتیب کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں۔ تمام مباحث باحوالہ اور دلائل سے مدلل ومبرہن ہیں۔ آخر میں قادیانیوں کی دسیسہ کاریوں سے متعلق چند واقعاتی مضامین بھی ذکر کئے گئے ہیں جو کتاب کے حسن کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ ورق اور طباعت معیاری ہیں۔ ٹائٹل پر گنبد خضریٰ اور جالیوں کی نہایت دیدہ زیب تصویر لگی ہے جس کی پیشانی پر سرخ رنگ میں لکھا کتاب کا نام جگمگا رہا ہے۔ رب تعالیٰ مرتب کی مساعی جمیلہ قبول فرمائے۔

تذکرہ الحاج بشیر احمد زرگر، مصنف: ڈاکٹر عبدالشکور عظیم، صفحات: ۳۹۱، قیمت: ۴۰۰ روپے، ملنے کا پتہ: محمد عظیم جیولری ہاؤس کوٹ ادو مظفر گڑھ!

زیر نظر کتاب نامور وعلمی وسماجی شخصیت الحاج بشیر احمد زرگر کی سوانح عمری پر مشتمل ہے۔ آپ جمعیت علماء اسلام (س) کے قائدین میں سے ہیں۔ اکابر سے بے لوث محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔ پنجاب کے سیاسی اور سماجی حلقوں میں آپ کی خوب مقبولیت ہے۔ تقویٰ، خوف خدا اور صلہ رحمی تو آپ میں پہلے سے وافر تھی۔ لیکن حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی صحبت وتربیت نے آپ کی للّٰہیت اور علم وعمل کو مزید چمکایا۔ ڈاکٹر عبدالشکور صاحب نے عام روایات سے ہٹ کر حاجی صاحب موصوف کی سوانح ان کی زندگی ہی میں مرتب فرمائی۔ جو حضرت حاجی صاحب کے خاندان، خودنوشت سوانح حیات، ملفوظات ومجالس، اساتذہ کرام ومشائخ عظام اور مشاہیر علماء کرام اور سیاسی قائدین کے تأثرات اور مضامین پر مشتمل ہے۔ یہ نہ صرف حاجی صاحب کی ایک داستان زندگی ہے جس میں مشاہدات وتجربات ذکر ہیں۔ بلکہ احادیث نبویہ سے مزین چند نصائح اور اکابرین کے اقوال زریں کا ایک نادر تحفہ ہے۔ جو انشاء اللہ ہر خاص وعام کو روحانی تشنگی کا سامان مہیا کرے گی۔ کتاب کا ورق اور طباعت نہایت معیاری ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی مساعی کو قبول فرمائے اور مطالعہ کنندگان کو کتاب کے مندرجات سے استفادے کی توفیق عطاء فرمائے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس محراب پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کے زیر اہتمام بروز جمعرات ۱۹ مارچ ۲۰۱۵ء بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس زیر نگرانی مولانا عبدالصمد منعقد کی گئی۔ کانفرنس کی صدارت مفتی محمد یاسین نے کی اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا خالد محمود نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ تلاوت کی سعادت قاری فتح محمد نے حاصل کی۔ پھر بھائی اظہر نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا محمد قاسم سومرو کا بیان ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اکابرین نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر طرح کی قربانیاں دیں ہیں۔ انہوں نے کچھ عرصہ قبل کنڈیارو کے قریبی علاقہ کمال ڈیرو میں قادیانیوں سے ہونے والے مناظرے کے متعلق سامعین کو بتایا کہ کس طرح قادیانی اس مناظرے میں شکست کھا کر ذلیل ورسوا ہوئے۔ آخر میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانی ملک وقوم اور اسلام کے غدار ہیں۔ ہمیں ہر طبقے کے لوگوں میں ختم نبوت کے کام کو اجاگر کرنا ہوگا۔ ہم اپنے گھر والوں اور بچوں کی ذہن سازی کریں اور نوجوان نسل کو قادیانیوں کے غلیظ عقائد سے آگاہی دیں۔ آخر میں انہوں نے سامعین سے قادیانیوں اور قادیانی مصنوعات سے بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔

ختم نبوت کانفرنس کنری

اکتالیسویں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کنری میں منعقد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری تشریف لائے۔ حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب ٹنڈو آدم سے اور مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا توصیف احمد مبلغ حیدرآباد، مولانا احمد علی عباسی جامشورو سے تشریف لائے۔ مدرسہ جامعہ عمر کے پانچ حفاظ کرام کی دستار بندی بھی ہوئی۔ جو حضرت اقدس ناظم اعلیٰ صاحب نے اپنے دست مبارک سے کی۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے مدارس اور علماء کے کردار اور عقیدہ ختم نبوت پر تفصیلی بیان فرمایا۔ حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے تاریخ شہداء ختم نبوت پر خطاب فرمایا۔ مولانا توصیف احمد اور مولانا مختار احمد نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

ختم نبوت کانفرنس شہداد پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل شہداد پور کے زیر اہتمام ۳۰ مارچ کو کانگڑہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں حضرت مولانا عبدالماجد صدیقی، مولانا عبدالقیوم حقانی، نومسلم جناب شمس الدین، صوبائی امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس، مولانا مفتی عبداللہ شاہ اور دیگر مقامی علماء نے

کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ کانفرنس بعد نماز ظہر سے مغرب تک جاری رہی۔ کانفرنس کا اہتمام وانصرام مولانا ایاز حقانی اور مولانا نجیب الاسلام نے فرمایا تھا۔ تحصیل شبقدر کے مدارس میں کانفرنس میں شرکت کی غرض سے عام تعطیل تھی۔ مقامی تاجروں اور سکول وکالج کے اکثر طلباء نے جوق در جوق شرکت کی۔ اختتامی دعا حضرت مولانا عبدالماجد صدیقی نے فرمائی۔

چارسدہ کی ضلعی کابینہ کا اجلاس

۶؍اپریل کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع چارسدہ کے ضلعی کابینہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت ضلعی امیر مولانا پیر حزب اللہ حقانی نے فرمائی۔ اجلاس میں حضرت مولانا عبدالروف شاکر، مولانا نجیب الاسلام (ضلعی ناظم)، مولانا عبدالوہاب (تحصیل امیر)، جناب حنیف اللہ حسرت، حاجی عبدالوکیل، حافظ محمد جان، حاجی کلیم جان، حاجی عبدالرحمان، حاجی حمید جان اخونزادہ اور دیگر مقامی کارکنوں نے شرکت کی۔ ضلعی ناظم کے مطابق اجلاس میں تحصیل شب قدر کی نمائندگی نہیں ہوئی۔ اجلاس میں ضلعی سطح پر جماعتی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔ ہر شعبے کے مسؤل سے جواب طلبی کی گئی اور مستقبل میں جماعتی سرگرمیوں کے حوالے سے منصوبہ بندی ہوئی۔ مولانا پیر حزب اللہ جان حقانی کی دعا سے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس دوسہرہ

۱۵؍اپریل کو دوسہرہ ضلع چارسدہ میں مقامی جماعت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ شیخ الحدیث مولانا سجاد الحجابی، مولانا قاری اکرام الحق امیر مجلس مردان، مولانا پیر حزب اللہ جان امیر مجلس چارسدہ اور دیگر علماء کرام نے بیانات فرمائے۔ مقامی علماء کرام، طلباء اور عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کانفرنس کا اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی ذمہ دار مولانا یاسر نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ان کی مساعی کو قبولیت تامہ عطا فرمائے۔ آمین!

اہم اعلان

احتساب قادیانیت کے حوالے سے ہم نے جو اعلان شائع کیا تھا۔ اس میں یہ وضاحت تھی کہ ۶۰ جلدیں مکمل شائع ہوگئی ہیں۔ جن حضرات کو جو جو جلدیں مطلوب ہوں وہ رابطہ فرمائیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ جلد نمبر۱،۲،۱۹،۲۰،۲۲،۲۸،۲۹،۳۳،۳۴،۳۵،۴۰،۴۱،۴۲،۴۸،۵۳، ہمارے پاس محدود تعداد میں رہ گئی ہیں۔ اس لئے جو حضرات مکمل سیٹ لینا چاہتے ہیں۔ ان کو تو یہ جلدیں فراہم کی جائیں گی۔ جو انفرادی طور پر چند متعین جلدیں لینا چاہیں وہ ان جلدوں کے بارے میں ہمیں معذور سمجھیں۔ ادارہ!

حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

بیعت کرنے کے الفاظ

توبہ نامہ

کہو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ !

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یا اللہ ! ہم توبہ کرتے ہیں : کفر سے ، شرک سے ، بدعت سے ، غیبت سے ، چوری سے ، زنا سے ، نماز چھوڑنے سے ، جھوٹ بولنے سے ، کسی پر بہتان لگانے سے ، اور سب گناہوں سے ، چھوٹے ہوں یا بڑے ، جو ہم نے اپنی ساری عمر میں کیے ۔ سب سے توبہ کی اور اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ تیرے سارے حکم مانیں گے ، تیرے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کریں گے ۔

یا اللہ ! تو ہماری توبہ کو قبول کرلے ، ہمارے گناہوں کو بخش دے ، ہمیں توفیق دے اپنی رضامندی کی ، اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی —

بس یہ توبہ ہو گئی ۔ اللہ تعالیٰ اس پر مجھے بھی قائم رکھے ، آپ کو بھی قائم رکھے ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔

پانچوں وقت نماز با جماعت کی پابندی کرنا ، خلافِ شرع باتوں سے بچنا ، موت کو ہمیشہ یاد رکھنا ، ایک دن مرنا ہے ۔ یہاں سے جانا ہے ۔ آخرت میں نیک عملوں کے سوا کوئی چیز کام نہیں آئیگی ۔

برائے عزیزی قاری مشتاق احمد قصوری زاد ہ اللہ ایماناً ، حرم نبوی شریف میں قاری صاحب کو توبہ کی اجازت دی ۔

درمسجد نبوی مدینہ المنورہ

۲۴ رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۵ ھ

احقر نفیس الحسینی

المعتکف مسجد النبوی الشریف المدینۃ المنورۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے زیر اہتمام

دو روزہ ختم نبوت کورس کا انعقاد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے زیر اہتمام 22,23 اپریل بوقت 11 بجے دن سے 2 بجے تک دو روزہ ختم نبوت کورس جامعہ رحیمیہ میں مولانا قاری مشتاق احمد رحیمی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع قصور کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ختم نبوت کورس میں کثیر تعداد میں طلباء اور طالبات نے شرکت کی۔ کورس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مجلس قصور اور اوکاڑہ کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد، مجلس لاہور کے ناظم تبلیغ مولانا قاری عبدالعزیز اور مولانا تاج محمود ریحان کے لیکچرز ہوئے۔ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، مسئلہ حیات ورفع ونزول حضرت عیسیٰؑ، سیدنا مہدیؓ کی شخصیت اور آنے والے مسیح موعود اور مہدی کی علامات اور نشانیاں، مرزے قادیانی کا دجل وفریب جیسے موضوعات پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ طلباء وطالبات نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ پڑھا اور حوالہ جات کو اپنی کاپیوں پر محفوظ کیا۔ کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی اور شریک ہونے والے طلباء و طالبات کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ختم نبوت کے متعلق لٹریچر اور تعریفی اسناد دی گئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے ناظم اعلیٰ میاں محمد معصوم انصاری، پروفیسر غلام سرور قاسمی کورس کے اختتام تک مسلسل نگرانی کرتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے رہنماؤں نے اس بات عزم کیا کہ ضلع قصور میں مختلف مقامات پر اس طرح کے شارٹ کورسز منعقد کرتے رہیں گے۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام ...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب ...... شعبہ میٹرک ...... ماہنامہ لولاک ملتان ...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں ...... احتساب قادیانیت 60 جلدیں ...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک ...... ہفت روزہ ختم نبوت ...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

پیر طریقت رہبر شریعت حافظ حضرت مولانا محمد ناصر الدین خان خاکوانی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز

اسلام آباد 2829186	راولپنڈی 0333-7639031	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 4215663 4294656	لاہور 35862404 0300-4304277	سرگودھا 3710474	چناب نگر 6212611	جھنگ 0307-3780833	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832368	بہاولنگر 0333-6309355
بہاولپور 0300-6851586	میرپورخاص 0333-3581864	رحیم یارخان 0301-7659790	سکھر 5625463	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0301-7224794	حیدرآباد 3869948	شیخوپورہ 0303-6430074	کوئٹہ 2841995	گجرات 0300-8032577	کراچی 32780337